DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222090

UNIVERSAL LIBRARY

٢٢٢٥٥٩٥

٨٩١٤ ٦١٣٨
ق . هـ

ادم

وردّہ چانکیہ

یعنی

نصائح چانکیہ

مترجمہ

جناب ہنمنت راؤ صاحب مددگار خزانۂ عامرۂ سرکار عالی

باہتمام سید بادشاہ رضا

مطبوعۂ انوار الاسلام پریس حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اوم

وِردۂ چانکیہ

یعنی

نصائح چانکیہ

مترجمہ

جناب سنہمنت راؤ صاحب مددگار خزانہ عامرہ سرکارعالی

باہتمام سید بادشاہ رضا

مطبوعہ انوار الاسلام پریس حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱	عرض حال	۱ - ۶
۲	حالات راجہ نند	۱ - ۱۲
۳	سوانح عمری چانکیہ	۱ تا ۲۵
۴	نصائح چانکیہ	۲۶
	باب اول	۲۶
	باب دوم	۳۰
	باب سوم	۳۵
	باب چہارم	۴۱
	باب پنجم	۴۸
	باب ششم	۵۵
	باب ہفتم	۶۳

نشان سلسلہ	عنوان	صفحہ
۰	باب ہشتم	۷۱
۰	باب نہم	۷۸
۰	باب دہم	۸۲
۰	باب یازدہم	۸۹
۰	باب دوازدہم	۹۵
۰	باب سیزدہم	۱۰۸
۰	باب چہاردہم	۱۱۵
۰	باب پانزدہم	۱۲۳
۰	باب شانزدہم	۱۳۲
۰	باب ہفت دہم	۱۳۹
۵	فرہنگ	۱ تا ۶۲

عرض حال

میری دادی رتنابائی صاحبہ مرحومہ (جنکی سیاق دانی - خیر خیرات اور سخاوت سے اس ریاست کے قدیم لوگ واقف ہین اُن کا دستور تھا کہ ہر سال دسہرہ کے روز شاستریون اور پنڈتون کی سبھا (مجلس) منعقد کرتین اور اُن مین جو باہمی بحث کسی علمی مضمون پہ ہوتی اُسکو سماعت فرماتین - اور بعد ختم بحث اُن کو اُن کے اعزاز و لیاقت کے مطابق نقدی یا جوڑ ہائے پارچہ دیا کرتی تھین - اس سالانہ تقریب کا سلسلہ اُن کی زندگی (۱۳۲۶ھ) تک جاری رہنے کی وجہ سے ان پنڈتون

کی زبانی مجھے وردھ چانکیہ مین کے سنسکرت اقوال ونصایح کے سننے کا اکثر موقع ملا کرتا تھا- چونکہ وہ کتاب سنسکرت زبان مین ہے- اس لیے ایک عرصہ تک مجھے اس کتاب کے باترجمہ نسخہ کی تلاش رہی چند سال کے بعد جب یہہ کتاب مرہٹی ترجمہ کے ساتھ بدست ہو گئی اور مین اسکو شوق سے پڑھ چکا تو میرے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اس کتاب کے بیش بہا نصایح سے تنہا فائدہ اٹھانا نا مناسب ہی نہین بلکہ ایک قسم کا بخل ہو گا- لہذا مجھے یہہ شوق پیدا ہوا کہ اس نادر کتاب کا ترجمہ اُردو زبان مین کر کے اپنے اُن بھائیون کو بھی اِن قیمتی اور واجب العمل نصایح سے مستفید کرون جو سنسکرت یا مرہٹی زبان نہین جانتے اور ترجمہ شروع کر دیا- خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کچھ عرصہ کی محنت کے بعد کل کتاب کا ترجمہ ختم ہو گیا-

معزز ناظرین اس کتاب مین دو قسم کے اقوال پائینگے - ایک
عام - اور دوسری خاص - اقوال قسم اول کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا نہین
ہے - البتہ اقوال خاص کی نسبت یہہ ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ اس مین
کس قسم کی خصوصیت ہے - اصل مصنف کتاب اور اُس کے ہمعصر راجہ
چندر گپت کی سوانح عمریان جو اصل کتاب سے پہلے دی گئی ہین
اُن کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ اس کتاب کو لکھے ہوئے تخمیناً انیس سو
برس کا زمانہ گزرا - اُس زمانہ مین ہندوستان کے کل آئین و قوانین -
رسوم - اخلاق - اور جملہ طریقے اُنھین احکام پر مبنی تھے جو اُس وقت کی
مروجہ شاسترون اور پرانون مین بیان کیے گئے ہین اور جنکے مطابق عمل
نہ کرنا عین گناہ خیال کیا جاتا تھا - اسی وجہ سے اقوال قسم دوم مین
یا تو خاص خاص عقاید بتلائے گئے ہین یا نصایح کی تمثیلات دیوتاؤن

اور ہندوؤں کے متبرک مقامات وغیرہ سے دیے گئے ہیں میرا خیال تھا کہ اس کتاب کو دو حصوں پر منقسم کر کے حصۂ دوم میں اس قسم کے اقوال کو علیحدہ کر دوں مگر اس سے اصل تصنیف کی ترتیب باقی نہیں رہ سکتی تھی اس لیے اس کو بحالہ قائم رکھا اور خاص خاص الفاظ کے معنی و مطلب عوام الناس کو معلوم ہونے کی غرض سے کتاب کے آخر میں ایک فرہنگ شامل کر دی گئی ہے۔

ناظرین پر واضح رہے کہ اقوال قسم دوم گو مذہبی عقاید وغیرہ سے متعلق کیوں نہ ہوں مگر اُن میں کے اکثر اقوال کا ماحصل بھی یاد رکھنے کے قابل پایا جائے گا۔

میں جناب مولوی مجیب احمد صاحب تمنائی اور جناب مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری کا مشکور ہوں جنہوں نے اپنا

قیمتی وقت صرف کر کے میرے ترجمہ کی نظرثانی کی اور سوانح عمری کی اصلاح فرمائی۔

پہلے میں نے اس کتاب کو جناب دیانراین صاحب نگم کی خدمت میں بھیجدیا تھا تاکہ وہ اپنے مشہور رسالہ زمانہ میں شائع کریں چنانچہ رسالہ ہائے ماہ اگست ستمبر و نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء میں اس کتاب کی چند باب طبع بھی ہوئے لیکن ان کے بعد اس کا سلسلہ موقوف ہو گیا جب باوجود متعدد مرتبہ توجہ دلانے کے بھی صاحب موصوف نے اس کی تکمیل کی جانب توجہ نہیں کی اور میرے دوست احباب خصوصاً میرے قدیم عنایت فرما جناب مانک راؤ وٹھل راؤ صاحب کا اس کتاب کو علیحدہ طور پر چھپوانے کا تقاضا شدید ہوا تو اُن کے اصرار پر یہہ کتاب طبع کرائی گئی اس کے ترجمہ میں میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش

گئی ہے کہ مصنف کے خیالات و مضامین سلیس اور با محاورہ اُردو زبان

مین ادا ہون اور جہانتک ممکن ہوسکا اس کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تاہم

ممکن ہے کہ اس مین کوئی نقص رہ گیا ہو۔ مین اپنے معزز ناظرین سے

گزارش کرتا ہون کہ جہان کہین بھول چوک ہوگئی ہو معاف فرما دین مجھے

اپنے اہل ملک سے اُمید ہے کہ وہ اس کتاب کی عمدہ نصیحتون کو پڑھکر

اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرین گے۔ فقط مرقومہ یکم جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ

ہمنت راؤ

(حیدرآباد دکن۔ محلہ حسینی علم)

مختصر حالات راجہ نند

عیسوی سنہ کے تین سو سال قبل کوسوم پور مین (جو
مگدھ دیس یعنے ملک بہار مین واقع تھا) چھتری قوم کے
خاندان نند کے راجہ فرمانروائی کرتے تھے - اس خاندان
مین سرواستھ سدھی بڑا باعظمت راجہ گزرا ہے - اس کے
وزیرون مین راکشس نامی وزیر بہت لائق اور مدبر شخص تھا -
راجہ سرواستھ سدھی کی دو بیبیان تھین - بڑی بی بی
کا نام سونندا تھا جو قوم کی چھتری ہونیکی وجہ سے پٹ رانی تھی
اور چھوٹی بی بی کا نام مورا تھا - جو قوم کی شودر تھی مگر حسین

ہونے کے سبب سے راجہ اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ باوجود دو بیبیاں ہونے کے ایک کے بطن سے بھی اولاد نہ ہونے کے باعث راجہ اور اُس کی رانیاں بہت مغموم رہتی تھیں۔ اولاد کے لیے بہت سی کوششیں کیں۔ مگر نخل مراد بارور نہ ہوا۔ اتفاق سے ایک روز ایک سادھو اُسکی ڈیوڑھی پر آیا۔ راجہ اور اُس کی دونوں بیبیوں نے اُسکی بہت تعظیم کی۔ اور ہندؤں کے عقائد کے مطابق اُس کے پاؤں دُھوئے تو اُس خدا رسیدہ سادھو کے ارشاد کے مطابق راجہ نے اُس دُھوئے ہوئے پانی کے قطروں کو اپنی دونوں بیبیوں کے سر پر چھڑک دیا۔ سوندا پر تو قطرے گرے۔ اور موراپر ایک ہی قطرہ گرا۔ اس حالت کو دیکھ کر

سادھو نے راجہ سے کہا کہ اے راجہ تجھکو سونندا کے
بطن سے تو لڑکے پیدا ہونگے ۔ اور مورا کے بطن سے
ایک ہی لڑکا ہوگا۔ لیکن وہ بڑا لائق اور نامور نکلیگا۔
سادھو کے چلے جانے کے کچھ عرصہ کے بعد سونندا
کے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوئے وہ نونند کے نام سے مشہور
ہوئے۔ اور مورا کے بطن سے جو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ
موریہ کہا گیا۔ جو بعد مین خاندان موریہ کا بانی ہوا۔ ان دونو
لڑکون کی تعلیم و تربیت راکشس وزیر ہی سے ہوئی تھی۔
جب سرواتھ سدھی بہت ضعیف ہوگیا تو قاعدہ کے
موافق اپنے بڑے لڑکے کو راج تلک کر کے اور موریہ کو
کل فوج کا سپہ سالار بنا کر آپ اپنی عمر کا آخری حصہ عبادت الٰہی

مین صرف کرنے کی غرض سے جنگل مین جاکر گوشہ نشینی اختیار کی
کچھ عرصہ تک سلطنت کا کاروبار راکشس وزیر کی حسن لیاقت
سے بلا شکایت چلتا رہا راجہ نند برائے نام راجہ تھا۔
موریہ نے بہت سی عورتون کے ساتھ شادی کی تھی
اور اُن سے نو لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ موریہ کو اپنے
بھائی راجہ نند کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہین تھی۔ اور
وہ اُس کو اپنا بزرگ سمجھتا تھا۔ لیکن راجہ نند موریہ کی قابلیت
اور جوانمردی اور عام ہردلعزیزی اور اُس کی اولاد کا فوجی
خدمات سے ممتاز ہونا دیکھکر دل ہی دل مین اُس سے بدظن
ہونے لگا۔ اور اُس کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ ہم تو صرف نو ہی
بھائی ہین۔ اور موریہ مع اپنی اولاد کے ایک سو ایک ہین۔

قطع نظر اس کے ملک کا کل فوجی اقتدار بھی اُس کے
ہاتھ مین ہے اگر وہ مخالف بن جائے تو ہم نو بھائیون کی
اُس کے مقابلہ مین کوئی ہستی نہ ہوگی۔ یہہ اُس کا خیال روز
بروز ترقی پکڑتا گیا۔ اور آخر کار وہ موریہ اور اُس کی اولاد
کا جانی دشمن بنکر اپنے وزیر راکشس کو مجبور کرنے لگا کہ جس
تدبیر سے ممکن ہو وہ اِن سب کو تباہ کردے۔ تاکہ اُن کے
وجود سے شبانہ روز کی خلش دُور ہو جاوے۔ راکشس وزیر
ایک سمجھدار شخص تھا۔ اور وہ اس بات کو بخوبی سمجھتا تھا کہ
موریہ اور اُس کے لڑکے بالکل بے گناہ ہین۔ مگر راجہ نند
کے مجبور کرنے اور اپنی جان کی ہلاکت کے خوف سے موریہ
کو بھروسہ دلاکر۔ ایک ملکی مصلحت کے حیلہ سے موریہ اور

اُس کے سو بیٹوں کو کچھ عرصہ کے لیے ایک غار میں چھپے رہنے
کے لیے کہا۔ اور اس غرض کے لیے مخفی طور پر ایک تہ خانہ
جو تیار کرایا تھا۔ اُس میں موریہ اور اُس کے سو بیٹوں کو تدبیر
کے ساتھ داخل کر کے تہ خانہ کا دروازہ پتھر کی سلوں سے
بند کر دیا۔ درحقیقت موریہ کی شجاعت اور جواںمردی ایسی نہ تھی
کہ وہ اس طرح آپ مع اپنے بیٹوں کے بند ہو جاتا مگر راکشس
وزیر کے قول پر اعتبار کر کے وہ اس طرح پھنس گیا کیونکہ
اُس کو ہرگز اس بات کا شان و گمان تک نہیں تھا کہ وہ نند کے
خلاف کچھ کرے۔ وہ بالکل صاف باطن تھا۔

موریہ اور اُس کی اولاد تہ خانے میں بند ہو جانے
کے بعد راجہ نند ان کے ساتھ بہت ہی بے رحمی سے

پیش آیا۔ ان سب شخصون کے (یعنے ایک سو ایک آدمیون کے) کھانے کے لیے ایک چھوٹے سے کٹھرے بھر پانی مین ستو ملا ہوا چھیدیا کرتا تھا۔ اور وہ پانی ایک سوراخ مین سے بذریعہ رسی کے تہ خانہ مین پہنچا دیا جاتا تھا۔ موریہ بہت سمجھدار شخص تھا۔ وہ اس بات کو خوب سمجھ گیا تھا کہ نہ اس مختصر کٹھری بھر ستو کے پانی سے ہم سب کا پیٹ بھر سکتا ہے اور نہ تہ خانہ کے باہر نکل جانے کی کوئی سبیل ہے۔ اگر پانی کا ایک ایک قطرہ بھی ایک ایک کے منہ مین ڈالا جائے تو وہ کافی نہین ہو سکتا اور فاقون سے مرے بغیر رہ نہین سکتے اس لیے اُس نے اپنے سب بیٹون سے مشورہ کر کے یہہ تصفیہ کیا کہ ستو کا پانی

سلہ کٹھرا ایک لکڑی کے ظرف کو کہتے ہین۔

جس قدر روزانہ آتا ہے۔ اُس کو صرف چندرگپت پیا کرے تاکہ وہ ایک ہی زندہ رہے اور چندرگپت کو وصیت کی کہ اگر تو باپ کا سچا اور سعادت مند بیٹا ہے تو اپنے چچا نند سے اس کا معاوضہ لیکر اُس کو فنا کر دینا حقیقت مین باپ اور بیٹے کا اس وقت کا قول و قرار ایک خیالی باتین تھین۔

ادھر تو موریہ اور اُس کے سو بیٹون کا یہہ حال تھا اُدھر نند اس بات پر خوشیان منا رہا تھا کہ مین نے موریہ اور اُس کے بیٹون کو تہ خانہ مین بند کر کے اپنے سینہ کا کانٹا نکال لیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نند کو خیال گزرا کہ میرا دشمن اور اُس کے لڑکے جو تہ خانہ مین بند کر دیے گئے تھے یقیناً اس مدت مین وہ سب کے سب مر گئے ہون گے یا جان لب بہ

ہونگے - اُن کی اس بُری حالت کو دیکھکر اپنے آدمیون کو
حکم دیا کہ اُن کو نکالو - اور خود تہہ خانہ کے پاس جاکر اُس کا دروازہ کھلوایا
اُس مین سے چندر گپت کے باقی شخصون کو مرے ہوئے دیکھکر
بہت خوش ہوا - اور چندر گپت کو جو بہت ناتوان اور ضعیف
ہوگیا تھا تہہ خانہ سے باہر نکلوا کر خلاصی کرا دی -

اس واقعہ کے کچھ دن بعد سنگلدیپ کے راجہ کی طرف سے
ایک ایلچی راجہ نند کے دربار مین حاضر ہوا - اور ایک خط اور
ایک شیر کا پنجرہ پیش کیا - اس خط مین یہہ لکھا ہوا تھا کہ شیر کو
پنجرہ کے اندر سے نکالے بغیر فنا کر دیا جائے -

راجہ نند نے اپنی سلطنت کے لائق لوگون کو اور وزیرون کو
اپنے دربار مین جمع کرکے اس شیر کو دکھلایا - اور سنگلدیپ کے راجہ کا

بیام کہہ سنایا۔ راکشس وزیر اور حاضرین دربار نے شیر کو بہت غور سے دیکھا۔ اور اپنی اپنی عقل کے مطابق ہر ایک نے کوشش کی مگر کچھ عقدہ نہ کھل سکا کہ شیر کس چیز کا بنا ہوا ہے اور پنجرے میں سے باہر نکالے بغیر وہ کیسے معدوم کیا جا سکیگا۔ اور اسمین کیا کیا خوبیاں ہیں ؟ سب حیران و ششدر رہ گئے۔

چونکہ چندر گپت بھی اسی دربار میں حاضر تھا۔ اور راجہ نند اس کو بھی ایک لائق اور ذہین شخص سمجھتا تھا۔ اس لیے راجہ نے نداقاً اس سے بھی کہا کہ اگر تمھاری عقل کچھ کام دیسکتی ہے تو سوچ کر بیان کرو ؟ ۔

راجہ نند کے اس ارشاد پر چندر گپت نے اس شیر کو غور و خوص سے دیکھنے کے بعد ایک اہنی سلاخ کو آگ پر تپا کر

شیر پر رکھا۔ رکھنے کی دیر ہی تھی کہ شیر پگلنے لگا۔ اس حالت کو دیکھکر چندر گپت نے عرض کی کہ اگر اس ترکیب سے کام لیا جائے تو شیر تھوڑی دیر مین فنا ہو جاتا ہے۔ نہ پنجرے کو آگ پر رکھنے کی ضرورت ہوگی نہ شیر کو باہر نکال لینے کی۔ راجہ نند اور اُس کے کل وزرا اور حاضرین دربار چندر گپت کی عقل کی رسائی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اس کی لیاقت کی داد دی۔

بُرے آدمیون سے دوسرون کے اچھے کمال نہین دیکھے جاسکتے۔ اور اُن کی ترقی سے رشک ہوا کرتا ہے۔ راجہ نند بھی چندر گپت کا دشمن بنگیا۔ اس خیال سے کہ مبادا وہ کسی وقت مجھے نقصان پہنچائے۔ اور اپنے باپ اور ننیاوے (۹۹) بھائیون کا انتقام لے اس لیے مناسب سمجھا کہ چندر گپت بیکار نہ بٹھایا جائے

اور اس کو کوئی کام تفویض کیا جاوے۔ تاکہ بیکاری مین اس کو مخالفانہ تدابیر سوچنے اور عمل مین لانے کا موقع نہ ملے۔ اس خیال کو مدنظر رکھکر اُس نے چندر گپت کو اپنے باپ کی جائے پر ایک ایسا عہدہ دیا جہان اُس سے اور بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔

(اسکے بعد کے واقعات چانکیہ کی سوانح عمری مین ملاحظہ ہون)

چندر گپت اپنے باپ اور نو بھائیون کا انتقام راجہ نند سے لینے کے بعد سنہ ۳۲۲ قبل مسیح مین ستوہی سال مین تخت نشین ہوکر چوبیس سال تک حکومت کرکے اس دار فانی سے ملک عدم کو سدھارا۔ راجہ اشوک بانی مذہب بودھ اُسی کا پوتا تھا فقط

(بتاریخ ۲۶ خورداد ۱۳۲۳ ف باتمام رسید)

اوم

سوانح عمری چانکیہ

چنک نامی ایک برہمن (جو بڑا عالم و فاضل شخص تھا) ملک کا تکیچ[لہ] میں رہتا تھا۔ وید وں اور اُن کے شرحوں کے دقایق اور حقایق سمجھنے میں اُس کو کامل دستگاہ تھی اور علم اخلاق میں تو

لہ بعض کتابوں میں اُس کا وطن گاندہار (یعنے قندہار) کا دار السلطنت ٹکشِن تلا بیان کیا گیا ہے اور زمانہ (۱۳۳۱) سال کا بتلایا گیا ہے۔

وہ اُستاد مانا جاتا تھا۔ اس نے علم اخلاق پر ایک مخصوص کتاب[1] تصنیف کی تھی۔

چنک کو ایک نہایت ہی لایق لڑکا تھا جس کا نام وشنو گپت (معروف بہ چانکیہ) تھا۔ اُس کی ولادت سنہ عیسوی کے آغاز سے چوتھے سال پہلے ہوئی تھی۔ اُس نے کمسنی ہی میں چودہ علوم و فنون کی تعلیم پوری کی تھی۔ اور علم اخلاق میں اُس نے وردھ چانکیہ اور لگھو چانکیہ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں[2]۔

---

[1] اگرچہ رامائن۔ مہابھارت۔ اور سمرتی وغیرہ قدیم کتابوں میں اخلاقی نصایح مناسب موقعوں پر بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن اُس زمانہ میں کوئی کتاب اس قسم کی موجود نہ تھی۔ جو صرف اخلاقی نصایح کا مکمل مجموعہ خیال کیا جا سکے۔ اس لیے چنک نے اس قسم کی ایک کتاب لکھی جس کا نام لگھو چانکیہ ہے اور چانکیہ سوتر کا بھی یہی مصنف تھا۔

[2] علم اخلاق میں چانکیہ کے باپ نے جو مختصر کتاب تصنیف کی تھی اس کی مدد سے چانکیہ نے یہ کتابیں تصنیف کیں۔

چونکہ اُس کا باپ چنک ہرچند کہ قوم کا برہمن تھا۔ مگر خیرات لینے والوں میں سے نہ تھا۔ گرہستیوں کے طریقہ پر زندگانی بسر کرتا تھا اور معاملات ملکی میں تو اُس کو خاص دلچسپی تھی۔ اس وجہ سے وشنوگپت کو بھی بچپن سے ہی پولٹیکل امور کی طرف زیادہ توجہ رہی جب وشنوگپت پندرہ سال کے سن کو پہونچا تو اوس وقت اُس کی لیاقت کی شہرت عام ہو گئی تھی مگر وہ مطالعہ کتب و تصانیف تک محدود تھی۔ اس لیے اُس کو پولٹیکل معاملات میں داخل ہونے کا موقع نہیں آیا تھا۔ چنک کو پورا اطمینان تھا کہ میرا بیٹا وشنوگپت اپنی لیاقت و جودت ذہن کے سبب سے بہت ہی نامور شخص ہوگا اور اعلیٰ مراتب پر پہونچیگا وشنوگپت[1] چانکیہ کے نام سے بھی نامزد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ

---

[1] چانکیہ وشنوگپت ڈمرا کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس لیے بعض

اُس کے باپ کا نام چناک تھا۔ اِس کے سوائے اُس کا ایک تیسرا نام کوٹلیہ بھی تھا کیونکہ وہ پیدائش سے ہی کینہ ورطبیعت کا آدمی تھا۔

لوگوں کا اُس کی قومیت پر اشتباہ ہوتا ہے۔ یہ ایک عام دستور رہا ہے کہ جو لوگ کہ قوم کے برہمن کشتری۔ ویش اور شودر ہوتے ہیں اون کے ناموں کے آخر پر۔ شرما۔ رام گپت۔ یا پالت۔ اور داس علی الترتیب یہہ الفاظ مستعمل ہوا کرتے ہیں جیسا کہ قدیم کتابوں میں اکثر یہہ بات دیکھی گئی ہے اور اسی عام دستور کے مطابق چانکیہ بھی وشنوگپت کے نام سے مشہور تھا اس لیے بعض لوگوں کا اس کے برہمن ہونے پر شبہ کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ مگر یہہ بات البتہ غور طلب ہے۔ کہ جبکہ چانکیہ قوم کا برہمن ہے تو اُس کے نام کے بعد لفظ شرما کو مستعمل نہ کر کے (یعنے وشنو شرما نہ کہہ کے) ویش قوم کے لوگوں کی طرح لفظ گپت استعمال (یعنے وشنوگپت کیوں کہا گیا۔

ہت اپدیش اور پنچ تنتر (جو بہت ہی مشہور عام کتابیں ہیں) اسی مجموعہ نصایح اخلاقیہ پر مبنی ہیں جس کو چانکیہ (یا وشنوگپت) نے ترتیب دیا تھا

وشنوگپت میں خاص صفت یہہ تھی کہ جو کام وہ ایکبار اپنے ہاتھہ لیتا اُس کو ختم کیے بغیر نہ چھوڑتا۔ یہہ ایک ایسی صفت اُس میں موجود تھی جس کا ہونا مدبران ملک کے لیے ضروریات سے ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ معمولی دماغ کا آدمی کسی کام کو بلا غور کامل کے شروع کردیتا ہے۔ لیکن جب اُس میں مشکلات پیش آجاتے ہیں۔ تو اُس سے دست بردار ہوجاتا ہے۔ مگر چانکیہ اس قسم کی طبیعت کا آدمی نہ تھا۔ بلکہ وہ کسی کام کو تا وقتیکہ اُس کے

اور اُن کتابوں میں چانکیہ کا نام وشنوگپت کے عوض وشنوشرما لکھا لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل نام چانکیہ کا وشنوشرما ہی ہے مگر زبان زد عام وشنوگپت ہوگیا ہے۔

چنانچہ کتاب "مُدراراکششش" سے بھی (جس میں خود چانکیہ نے اپنے نام کو وشنوگپت ہی لکھا ہے) یہی مستنبط ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب مدراراکششش ناٹک باب اول صفحہ ۶۱)

نشیب و فراز و پیش آیندہ مشکلات کو خوب سوچ بچار نہ کرلیتا ہاتھ میں لیتا ہی نہ تھا۔ جب لیا تو انجام کو پہونچائے بغیر نہ چھوڑتا۔ قطع نظر اس کے وہ طبیعت کا بہت ہی تند و تیز و صاحب عزم و بلند ہمت بھی تھا۔ انھیں اوصاف کی بدولت اعلی مقاصد میں کامیاب ہونے سے کبھی وہ محروم نہیں رہا۔

جس شخص کے خمیر میں لیاقت و مستعدی و حوصلہ و ارادہ ہوتا ہی اُس سے بیکار اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا نہیں جاتا۔ چانکیہ کی دلی خواہش تھی کہ کسی ملکی کاروبار میں دخل پیدا کرے۔ اور اُس میں اپنی کارگزاری و معاملہ فہمی کو ظاہر کرے لیکن کسی قسم کی خدمت یا حکومت اُس کے متعلق نہ ہونے سے اُس کو اس امر میں خاص کوشش کرنی پڑی۔

اُس زمانہ میں یہہ بات مشہور تھی کہ راجہ نند فطرتاً بڑا ظالم ہے

اور چندر گپت کو جو اُس کا بھتیجا تھا مع اُس کے ننیانوے بھائیوں
کے زمین کے اندر تہ خانہ میں قید کر رکھا ہے۔ اُس کی وجہ سے
چچا بھتیجوں میں عداوت ہو گئی ہے۔

اُس کی سلطنت صرف اُس کے وزیر اراکشش (راکشس) کی عمدہ قابلیت
سے چل رہی ہے۔ اور رعایا بھی اُسی کی وجہ سے ٹکی ہوئی اور
محکوم و فرمانبردار ہے۔ جب چانکیہ اس کیفیت سے آگاہ ہوا تو
اُس نے اپنی معمولی حالت کو بدلکر ایک ادنی گداگر پیشہ برہمن کا
روپ اختیار کیا۔ اور دارالسلطنت راجہ نند کے ایک مسافر خانے
میں عام مسافروں کے ساتھ داخل ہوا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا
کہ فقیروں اور مسافروں کو غیر مقام میں مسافر خانہ ہی
میں مقام کرنا ہوتا ہے۔ وہاں وہ ایک عرصہ تک دوسرے
مسافروں کیساتھ ٹھہرا رہا۔ لیکن پوشیدہ طور پر دربار کے مخفی معاملات

دریافت کرنے کی کوشش یکساں جاری رکھی۔

جس مسافرخانہ میں چانکیہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں کا مہتمم چندرگپت تھا جس کو راجہ نند کا بدلہ لینے کے لئے کسی ہوشیار محتاط شخص کے پیدا کرنے کی تلاش تھی اور وہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیئے مسافرخانہ میں داخل ہونیوالے ہر قسم کے آدمی کو بہت غور سے دیکھا کرتا تھا جس طرح ایک کھرے ہیرے کی چمک دمک اُسکے کوڑے کرکٹ میں پڑے رہنے سے بھی نہیں چھپ سکتی۔ اسی طرح چانکیہ کے گداگر بننے پر بھی اُس کا اعلیٰ جوہر لیاقت ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔؟

چندرگپت اُس کے عادات واطوار اور گفتگو سے متاثر گیا کہ یہ کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کے لیاقت کا پولٹیکل آدمی ہے اور بتا سکے قیام سے وہ اُس پر خاص نظر رکھنے لگا۔ چونکہ چانکیہ کے پورے پورے حالات سے اُس کو واقفیت نہ تھی اور اس کے ساتھ

جیسا کہ چاہئیے تعارف بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے چندرگپت اپنے
دلی تمنا کا اظہار نہیں کر سکتا تھا اور اُس کے زبان پر لانے میں
بہت ہی پس و پیش کرتا تھا۔

چانکیہ کا معمول تھا کہ ہر روز صبح کے وقت مسافرخانہ کے پاس
ایک تالاب میں جاکر نہایا کرتا۔ ایک روز جب وہ نہاکر واپس ہو رہا
تھا تو راستہ میں اُس کے پانوں میں کانٹا چبھ گیا۔ جو شخص کہ فطرتاً
مغلوب الغضب و تندمزاج ہو اُس کو اس تکلیف کی برداشت کب
ہو سکتی تھی۔ اُسی وقت کاندھے پر کا بھیگا ہوا اپنا (انگوچھا) اور
بائیں ہاتھ کا لوٹا زمین پر رکھکر داہنے ہاتھ کی لکڑی سے اس مقام کی
سب گھانس اکھاڑ ڈالی۔ جب اس سے بھی اُس کا غصہ فرو نہ
ہوا تو گھانس کے تنکوں سے کانٹوں کو نکلنے لگا۔ چندرگپت کو
(جو اُس کی ہر ایک حرکت پر نظر رکھتا تھا) اُس کی یہہ حرکت دیکھکر

تعجب ہوا۔ اور قریب جا کر دریافت کیا کہ جناب آپ یہہ کیا کر رہے ہیں؟ چانکیہ نے جواب دیا کہ اس کمبخت گھانس نے کل میرے پانوں کو زخمی کیا ہے۔ اس لیے میں اس کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ رہا ہوں تاکہ اس گھانس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

چانکیہ کا یہہ جواب سنکر چندرگپت نہایت متحیر ہوا اور دل میں سمجھ گیا کہ جس طرح کسی مفلس و تہیدست شخص کو اسکی خوش قسمتی سے کبھی کبھی اتفاقاً ایک مالدار اور متمول آدمی کی مہربانی مل جاتی ہے ویسا ہی یہہ شخص بھی مجھ کو مل گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ جو شخص کہ ادنی بے جان گھانس کا کانٹا پانوں میں چبھ جانے سے از خود رفتہ ہو گیا ہو اور گھانس کی جڑ تک کہود نے کی کوشش کر رہا ہو وہ اپنے مخالف کو کبھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ غرض چانکیہ کے اس واقعہ کا اثر چندرگپت کے دل پر ایسا ہوا کہ اس نے چانکیہ

سے مدد لینے کا قصد مصمم کر لیا۔ ایک روز موقع پا کر چندر گپت نے
چانکیہ سے اُس کی حالت دریافت کی اور خود بھی اپنے مدعا
وغیرہ اُس سے بیان کیے لیکن یہہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ راجہ نند کا
مخالف ہے۔ اگرچہ چندر گپت نے اپنا مافی الضمیر چانکیہ سے بیان
نہیں کیا لیکن وہ اصلی راز سے واقف ہو گیا۔ کیونکہ مخفی طور پر
جو اطلاعیں اُس کو پہونچیں تھیں اُس سے اس بات کا علم پہلے
ہی سے اُس کو ہو گیا تھا کہ راجہ نند نے چندر گپت کے ننیالی سے
بھائیوں کو زمین کے تہ خانہ میں بند کر کے بڑی اذیت کے ساتھ
مار ڈالا ہے۔ جس روز سے کہ ان دونوں کے حالات ایک دوسرے
پر منکشف ہو گئے اُس روز سے اُن میں اتحاد و اخلاص بڑھتا چلا
ایک روز سلسلۂ گفتگو میں چانکیہ کی زبان سے بے ساختہ یہہ
الفاظ نکل گئے کہ میں عہد کرتا ہوں کہ راجہ نند کی سلطنت تجھکو دلا دونگا

ان الفاظ کو سُن کر چندر گپت خوش تو ہوا مگر اُس کا مقصد کچھہ اور ہی تھا۔ اور اُس کے ظہور میں آنے کے متعلق چانکیہ کچھہ کہا بھی نہیں۔ اس لیے اُس کی تشفی پوری نہیں ہوئی یعنے اُسکی جو یہہ تمنا تھی کہ جس راجہ نند نے میرے باپ اور ننیانوے بھائیوں کو مروا ڈالا ہے اُس کی ساری نسل کو نیست و نابود کر دیا جائے اُس کے متعلق چانکیہ نے کوئی رائے نہیں ظاہر کی بالآخر چندر گپت کی دانست میں یہہ تدبیر مناسب سمجھی گئی کہ کسی موقع پر راجہ نند کی جانب سے چانکیہ کی توہین کرائی جائے تو وہ خود بخود اُس کی خرابی اور بربادی اور فنا کرنے کے درپے ہو جائے گا اور اُس سے اپنا بھی دلی مقصد برآئے گا۔

کچھہ عرصہ کے بعد اتفاق سے ایک روز راجہ نند کے گھر میں ایک تقریب قرار پائی جس میں بڑے بڑے عالموں اور برہمنوں کو بھی

اُس روز دعوت دی گئی۔ اِس موقعہ کو غنیمت پا کر چندرگپت نے چانکیہ کو بھی دعوت دی۔ اور اُس کو اُس نے قبول بھی کیا۔ دعوت کے روز دوپہر تک بتدریج مہمان لوگ جمع ہوگئے۔ ایک دوسرے کے مقابل پتریاں بچھائی گئیں۔ ایک صف پر برہمن اور دوسری صف پر کشتری کی نشست قرار پا چکی تھی۔ چانکیہ کو اِس بات کا علم نہ تھا کہ اُس کو کس مقام پر کہاں بیٹھنا چاہیئے۔ مگر اپنی وضعداری کے لحاظ سے وہ ایک پتری کے پاس جا بیٹھا جس پر تکلف زیادہ تھا۔

یہہ وہ پتری تھی جو خاص راجہ نند کے لیے آراستہ کی گئی تھی۔ اِس ضیافت کا انتظام چندرگپت کے متعلق تھا۔ اور اسکو معلوم بھی تھا کہ چانکیہ کی نشست بے موقع ہے۔ مگر عمدًا اُس نے اُس پر توجہہ نہیں کی۔ کیونکہ اُس کو منظور تھا کہ اِس حیلہ سے ہی

کہ یہاں کوئی فساد برپا ہو۔ اور وہ چانکیہ کی برہمی کا باعث
ہو جائے تو اس سے اپنا مقصد آسانی کے ساتھ حاصل ہو۔
چانکیہ کو ہر قوم بالا مقام پر بیٹھے ہوئے زیادہ عرصہ گذرنے نہ
پایا تھا کہ راجہ نند اور اس کے ہمراہی جہاں وہاں پہونچ گئے
اگرچہ چانکیہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔ اور نہ راجہ نند کی تعظیم کی
راجہ نند نے چانکیہ کی اس ڈھٹائی اور گستاخی کو دیکھکر دریافت
کیا کہ یہ یہاں کیسے آیا۔ اور اس کو یہاں کس نے بٹھایا؟
نوکروں اور عہدہ داروں میں ایک تہلکہ مچ گیا اور پریشانی
پھیل گئی۔ مگر چندرگپت نے جو قریب میں کھڑا تھا راجہ سے
عرض کی میں نے اس شخص سے کچھ نہیں کہا کہ یہ کوئی بڑا
عالم اور ذی قدر اور ذی رتبہ برہمن ہے۔ اور وہ سب سے پہلے
اور اعلیٰ مقام پر جا بیٹھے ہیں اگر میں ان کو وہاں سے اٹھنے کو کہے

کہوں تو شاید وہ اپنی توہین سمجھکر جتنا اور برہم ہو جائے - اور
میرا ایسا کرنا شاید راجہ کے خلاف خاطر ہو - چند گپت کا اصلی
مطلب کیا تھا - اس کا علم نہ تو چانکیہ کو تھا نہ راجہ نند کو - چانکیہ
کے کمسن ہونے کی وجہہ سے راجہ نند نے سمجھا کہ یہہ کوئی معمولی
گدا پیشہ برہمن کا لڑکا ہے - اور اُس کو اس مقام سے اُٹھانے کے
لیے حکم دیا گیا - مگر کسی ملازم کی جرأت نہ ہوئی کہ اُس پُر نور و با
عظمت شخص کا ہاتھ پکڑ سکے - ملازموں کی اس نافرمانی پر راجہ نند
کو بہت ہی غصہ آیا - اور آخر کار خود ہی اُس کا ہاتھ پکڑ کے
کھینچا - اور باوجود راکشش وغیرہ (اُس کے وزرا امرا تھے)
کی ممانعت کے راجہ نند نے اُس کو وہاں سے اُٹھا دیا - راجہ
نند کی طرف سے اس حرکت کے سرزد ہونے کی دیر ہی تھی
کہ چانکیہ کا چہرہ آتش غضب سے سرخ ہو گیا اور غصہ کے جوش میں

بیچ جماعت میں کھڑا ہو گیا اور اپنے سر کی چوٹی کی گرہ کھول کر ہاتھ اٹھایا اور کل جماعت حاضرین کو مخاطب کرکے کہہ سنایا کہ؟ صاحبو! میری بات سنو جس شخص نے مجھے دعوت دیکر بلوایا اور میری اس طرح توہین کی ہے میں اُس مغرور شخص (راجہ نند) کے خاندان کو نیست و نابود کیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اور میں اپنی چوٹی کی گرہ کو اُس وقت تک نہ باندھوں گا جب تک کہ اس شخص کی نسل کا ایک فرد بھی باقی رہے۔ اس طرح کا عہد کرکے پانوں پٹکتا اور دانت پیستا ہوا چانکیہ وہاں سے باہر نکلا۔ راجہ نند نے اس قول و عہد پہ کچھہ خیال نہیں کیا اور یہہ سمجھکر کہ ایک گداپیشہ برہمن کا بیہودہ اور نالایق لڑکا حالت غضب میں یوں ہی سخت و سست بک لیتا ہے اُس کی ہنسی اڑائی چندر گپت چپ چاپ واقعہ کو دیکھہ رہا تھا اور یہہ دیکھکر اُس کو بے انتہا خوشی ہوئی کہ

کو ملک سے کانٹا نکلنے کا وقت آگیا۔ اگرچہ چانکیہ نے اس سے
عہد کیا تھا کہ راجہ نند کی سلطنت مجھ کو دلا دوں گا مگر وہ اس کی
اتنا خوش نہیں ہوا۔ حقیقت یہ کہ وہ چانکیہ کے اس عہد سے خوش نہ
ہوا جو اس نے راجہ نند کے روبرو اس کے نیست و نابود کرنے
کے متعلق کیا تھا۔ جب چانکیہ کے ایسے تند مزاج شخص کا آتش
غضب چندرگپت کی سعی موافق ہوا کے ساتھ بھڑک جائے تو
خاندان راجہ نند کا صفحۂ آفاق سے فنا ہوئے بغیر کیسے رہ سکتا تھا۔
چانکیہ اور چندرگپت دونوں ایک دل ہو کر راجہ نند کی تباہی
کے درپے ہو گئے مگر راجہ نند کے ایسے طاقتور اور زبردست
راجہ کو تباہ کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا کیونکہ نہ تو ان کے پاس کوئی
فوج تھی اور نہ دولت۔ چونکہ چانکیہ بڑا دانشمند دور اندیش اور
پولیٹیکل شخص تھا۔ اس لیے اس نے مناسب خیال کیا کہ راجہ نند کے

کسی مخالف راجہ کو اُبھارا جائے۔ اور طمع کا ہنر باغ دکھا کر اُسکو اپنے موافق بنا لیا جائے۔

پروتیش نامی ملک پنجاب کا ایک راجہ جس کی سرحد راجہ نند کے ملک کی سرحد سے ملی ہوئی تھی اُس کا جانی دشمن تھا مگر راجہ نند کے وزیر خوش تدبیر راکشش کی وجہ سے اُس کا بس نہیں چلتا تھا جب یہہ عداوت کا مخفی راز چندر گپت سے اُس کو معلوم ہو گیا۔ تو اُس کو اپنے موافق بنا لینے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے چانکیہ اور چندر گپت اُس کے پاس گئے اور اسطرح اُس کے دل کو پھیر کر راجہ نند کے سلطنت کا نصف حصہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور وہ راجہ نند کے سلطنت پر چڑھائی کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ پرورت راج کی ذاتی فوج کچھہ زیادہ نہ تھی مگر سرحد پر جو بے شمار ادنیٰ قومیں آباد تھیں۔ وہ اس کے بہت

موافق و مددگار تھیں اور اُن کی قوت سے اس کو معقول مدد ملنے کا پورا بھروسا تھا۔

اگرچہ برٹش راج کو سرحدی اقوام کی قوت پر بھروسہ تھا اور اُس کی ذاتی فوج بھی جان بازی کے لیے موجود تھی۔ تاہم چانکیہ کو اس امر کا اندیشہ دامنگیر تھا کہ اگر مقابلہ کی جنگ چھڑ جائے تو برٹش راج شاید غالب نہ آسکے گا کیونکہ چانکیہ اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ راجہ نند کے مالی اور فوجی قوت کے مقابلہ میں برٹش راج کا سر ہونا مشکل و دشوار ہے۔ ان دونوں کی قوتوں سے اس نے اس بات کا بہت ہی معقول و کارآمد انتظام کر لیا تھا کہ برٹش راج کے قسم کی پورش چڑھائی کرنے کا حال کسی کو منکشف نہ ہونے پائے۔ اور اس اندیشہ کے علاوہ چانکیہ کو ایک اور کھٹکا و ذرا سا خدشہ کا بھی لگا ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ راجہ نند کا

وزیر اس میرے واقعہ کے وقوع کے بعد ہرگز غافل نہ رہا ہوگا و
ضرور چندر گپت کی کوششوں کے سراغ میں لگا ہوا ہوگا۔ ان
اندیشوں کو مدنظر رکھکر یہہ تدبیر کی کہ اپنے ایک رازدار دوست
کو اپنا شریک بنا لیا۔ جس کا نام اندر شرما تھا۔ اندرشرما قوم کا
برہمن تھا۔ اور چانکیہ کے ساتھ اُس کو بے انتہا محبت تھی اسکی
علمی لیاقت گو معمولی تھی لیکن جنتر منتر عملیات وغیرہ میں وہ کامل
دستگاہ رکھتا تھا جس شخص کو چاہتا عمل کے ذریعہ سے اپنے قابو
میں کر لیتا الغرض چانکیہ نے اندرشرما کو کسم پور بھیج دیا تاکہ وہ
اپنے عمل اور منتر کی قوت سے راکشش وزیر کو اپنا مطیع بنا لے
چنانچہ اندرشرما کان پھٹے جوگی کے بھیس میں راکشش کے پاس
گیا اور اپنے کو تارک الدنیا اور لالطمع گوشائیں ظاہر اور اُسکے
دل میں جگہہ کر کے اپنا اعتبار پیدا کر لیا۔ اور اس ذریعہ سے اُس

اپنے عمل کو موثر کیا۔ جب راکشش اُس کے قابو میں آگیا تو دوسرے با اختیار عہدہ داروں سے تعارف پیدا کیا۔ اور موقع و محل کے ساتھ اُن کو بھی اپنے عمل کے ذریعہ سے دام میں لایا۔ اب رہا خود راجہ نند کا خوف۔ وہ تو بادۂ شباب سے مست اور حکومت کے نشہ میں سرشار تھا۔ جب چانکیہ نے دیکھ لیا کہ راجہ نند کاروبار سلطنت سے بے خبر اور اُس کے وزرا اور امرا دام میں آگئے ہیں تو اس موقع کو غنیمت جان کر پروت راج کی طرف سے اچانک کسم پور پر چڑھائی کر دی۔ اور اُس کے کل سلطنت کو فوجوں نے گھیر لیا۔ غنیم کے محاصرہ کر لینے سے راجہ نند اور اُس کے وزیر کی آنکھیں کھل گئیں۔ مگر بعد از وقت کیا ہو سکتا تھا۔

اس نازک موقع پر راکشش غور کر رہا تھا کہ آپس میں صلح کی جائے اور اس امر پر وہ مشورہ بھی کرنا چاہتا تھا۔ مگر راجہ نند نے اس کی

ایک نہیں سنی اور غنیم سے مقابلہ ہی کر بیٹھا۔ اس حالت میں راکشس کو مجبوراً راجہ کا ساتھ دینا پڑا۔ راجہ نند اپنے مخالف کے نہایت ہی دلیری اور جوانمردی کے ساتھ لڑا۔ اور اسکے شکست دینے کی تدبیروں میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ لیکن پروت راج کے مقابلہ میں تاب نہ لا سکا۔ مہاجاجنوں کی ندیاں بہنے لگیں کشتوں کے پشتے بن گئے فوج کے پاؤں اوکھڑ گئے مقابلہ کرنے سے جی چھوٹ گیا۔ بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ بالآخر راجہ نند بھی قتل کیا گیا۔ جس وقت راجہ نند مارا جا رہا تھا اُس وقت چندر گپت خم ٹھونکتا اور مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا۔ اُس کے روبرو کہتا جاتا تھا کہ جس بے رحمی اور بے ایمانی سے تو نے میرے باپ اور میرے ۹۹ بھائیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں اب اُسی کا بدلہ تجھ سے لے رہا ہوں اور یہہ کہتا ہوا اُس نے راجہ نند کو قتل کیا۔ اُسکی یہہ حرکت راکشش کو

بہت ناگوار گزر رہی تھی مگر ہر طرح شکست پانے اور سامان جنگ قایم رکھنے کے لیے فوجی قوت کے باقی نہ رہنے سے وہ یہی مصلحت سمجھا آخر نبلیم سے صلح کرلی جائے لیکن دلی خواہش اُس کی یہی تھی کہ موقع پاکر چندرگپت کا کام تمام کردیا جائے۔ اور راجہ نند کے خاندان میں سے جو شہزادہ ہی جو زندہ موجود ہے اُس کو تخت نشین کردیا جائے۔

راکشش خوب سمجھ چکا تھا کہ چندرگپت کے پاس حکومت ہے نہ دولت اور نہ اس کو پروت راج کے ساتھ کسی قسم کی عزیزداری ہے باوجود اس کے پروت راج کے قوت بازو پر اتنی بڑی کامیابی جو حاصل کی اس کا باعث صرف یہ تھا کہ چندرگپت اور چانکیہ ان دونوں نے طمع دے کر پروت راج کو اپنا حامی بنالیا ہے اس لیے راکشش نے بھی مصلحت سمجھکر پروت راج کو بہ نسبت چندرگپت

سے زیادہ طمع دیکر اُس کو اپنا دوست و مددگار بنالیا اور پروت راج نے بھی معاً لڑائی بند کردی۔

کسم پور کی اس وقت یہہ حالت تھی کہ راجہ نند اور اُس کے بھائی نوئند کے مقتول ہوجانے سے اُس کا کوئی بادشاہ نہ تھا۔ رعایا کل بیدل ہوگئی تھی۔ خویش و عزیز کے جنگ میں مارے جانیسے گھر گھر کہرام مچا ہوا تھا عورتوں اور بچوں کی دردانگیز صداؤں سے سُننے والوں کے دل بے قابو ہوئے جاتے تھے سلطنت کو زیادہ عرصہ تک اس حالت پر چھوڑنا خلاف مصلحت سمجھکر چانکیہ کی رائے سے چندر گپت نے حکومت شاہی قبول کرلی۔ راکشش وزیر نے بھی جابجا امن قایم کرکے بظاہر اپنے کو چندر گپت کا موافق بنایا۔ اور کل سلطنت اسکے حوالہ کردی۔ چندر گپت نے حسب قرار داد نصف ملک پروت راج کو دیدیا اور چانکیہ کی اعانت کی بدولت

فتحیابی کا نشان کسم پور کے صدر دروازہ پر بطور علامت و یادگار قایم کر دیا گیا۔ اب آریہ چانکیہ کے دیکھنے سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ چندرگپت کو اس کی سلطنت دلانے کے بعد چانکیہ اپنے چیلہ سارنگرو کو لیکر عبادت و ریاضت کی غرض سے جنگل کا راستہ لیا۔ اس کے سوائے اور کچھہ حال اس کا معلوم نہ ہو سکا فقط

اوم

نصایح چانکیہ

باب اول

(۱) میں اُس وشنو کے آگے سربسجود ہوکر جو تینوں لوک یعنی (ہر عالم) کا پالنے والا اور قادر مطلق ہے اس کتاب کے لکھنے کیلئے قلم اُٹھاتا ہوں جسکا نام راج نیتی سمچیہ ہے جو مختلف شاستروں سے اخذ کیے گئے ہیں

(۳) جو شخص اسکو باقاعدہ طور پر پڑھکر دھرم شاستر کے مشہور نیک و بد کاموں کو جانیگا۔ وہ اعلیٰ ترین لوگوں میں شمار کیا جائیگا۔

(۴) خلایق کے فایدہ کیلئے اس کتاب میں وہ باتیں لکھونگا جنکے جاننے سے ہر بشر عاقل ہوگا

(۴) نالایق شاگرد کو پڑھانے سے بدکردار عورت کو پرورش کرنے سے آزردہ دل لوگوں کیساتھ ربط رکھنے سے عالم تکلیف اُٹھاتا ہے۔

(۵) بدعورت نالایق دوست جواب دینے والا ملازم اور وہ گھر جس میں

سانپ رہتے ہوں درحقیقت یہہ سب چیزیں موت ہی کی صورت ہیں

(۶ و ۷) آفت اور مصیبت کے ٹالنے ۔ عورت کی حفاظت کرنے ۔ ضرورت کے وقت کام آنے کے لیے ۔ دولت کو بچا رکھنا چاہئیے کیونکہ وقت پڑنے پر عورت اور دولت ہی کام آتی ہے ۔ لیکن بدقسمتی کے غالب آنے پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنا جمع کیا ہوا سرمایہ کبھی نہیں رہنے پاتا ۔

(۸) ایسے ملک میں بود و باش رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئیے جہاں نہ عزت ہوتی ہو ۔ نہ روزی ملتی ہو ۔ اور نہ عزیز و اقارب کا وجود پایا جاتا ہو

(۹) دولت ۔ وید مقدس کا جاننے والا برہمن ۔ راجہ ۔ ندی اور حکیم ۔ یہہ پانچ چیزیں جس ملک میں نہ ہوں ۔ وہاں ایکدن بھی نہ ٹھیرنا چاہئیے ۔

(۱۰) روزی، خوف، حیا، امن اور سخاوت۔ جہاں یہ پانچ چیزیں نہ ہوں وہاں کے باشندوں کے ساتھ راہ و ربط نہ رکھنا چاہیے۔

(۱۱) موقع ملنے کے بعد ملازم کا، تکلیف میں عزیزوں کا۔ مصیبت آنے پر دوست کا اور دولت کے جاتے رہنے پر عورت کا امتحان ہو جاتا ہے۔

(۱۲) بھائی یا رفیق وہی ہے جو پریشان حالی میں۔ مصیبت و تکلیف میں۔ راجہ کی حضوری میں۔ یا وقت پڑ جانے پر۔ دشمنوں کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو جانے پر۔ اور مرگھٹ تک ساتھ دے۔

(۱۳) جو شخص کہ لازوال چیزوں کو چھوڑ کر فانی چیزوں سے کچھ تعلق رکھتا ہے اُس کی غیر فانی چیزیں زائل ہو جاتی ہیں۔

(۱۴) شریف خاندان کی لڑکی اگر بدشکل بھی ہو تو عقلمند کو چاہئے کہ اُس سے شادی کرے۔ اور خوبصورت لڑکی اگر اپنے خاندان کی نہ ہو تو اُس سے شادی نہ کرے کیونکہ شادی اپنے خاندان کے ساتھ اچھی سمجھی جاتی ہے جو ہمسر اور شریف ہو۔

(۱۵) ندیوں۔ ہتیاربندوں۔ درندوں۔ سینگ رکھنے والے جانوروں۔ عورتوں اور شاہی خاندان والوں پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۶) امرت (آبحیات) کو زہر میں سے۔ سونے کو ناپاک چیزوں میں سے۔ اچھے علم کو ادنیٰ لوگوں میں سے بھی۔ لینا چاہئے۔

(۱۷) عورتوں کی اشتہا۔ مرد سے دگنی۔ حیا چوگنی۔ نادانی چھ درجہ۔ اور خواہش آٹھ درجے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

باب دوم

(۱) جھوٹ بولنا۔ بلا غور و خوض کسی کام کو خود کر بیٹھنا۔ فریب دینا۔ بیوقوفانہ حرکت کرنا۔ حریص ہونا۔ ناپاکی اور بے رحمی۔ یہہ عورتوں کے فطرتی عیوب ہیں۔

(۲) کھانے کے لایق عمدہ چیزوں کے میسر آنے پر اُن کے کھانیکی قوت رکھنا۔ حسین عورت کے ملنے پر اُس سے حظ اُٹھانے کی طاقت ہونا۔ تونگری حاصل ہونے پر خیر خیرات کرنے کی قدرت رکھنا۔ یہہ باتیں بہت بڑی ریاضت سے حاصل ہوتی ہیں ہر شخص کو میسر نہیں ہوتی۔

(۳) جس کا بیٹا فرمان بردار ہوتا ہے۔ اور جس کی عورت مرضی موافق چلتی ہے۔ اور جو حالت موجودہ میں خوش اور اُس پر قانع رہتا ہے۔ اُس کے لیے دنیا بہشت سے کم نہیں ہوتی۔

(۴) لڑکا وہی ہے جو باپ کا فرماں بردار ہو۔ باپ وہی ہے جو بیٹے کو بلا کسی امید آیندہ کے پرورش کرے۔ دوست وہی ہے جس پر اعتبار رہے عورت وہی ہے جس سے راحت حاصل ہو۔

(۵) جو دوست کہ پس پشت تو مخالفت کرے۔ اور منھ پر میٹھی میٹھی باتیں بنائے اُس کو مثل اُس گھڑے کے سمجھکر ترک کرنا لازم ہے جس کی تہہ میں تو زہر ہو اور اوپر دودھ ہو۔

(۶) نہ دشمن پر بھروسہ کرنا چاہیے اور نہ دوست پر اعتبار کیونکہ ممکن ہے کہ دوست بھی کبھی مخالف ہو جائے۔ اور راز کی باتوں کا بھانڈا پھوڑ دے۔

(۷) کامیابی اسی میں ہے کہ انسان دل کے منصوبہ کو زبان پر لائے بغیر اور منتر کی طرح اُسے پوشیدہ رکھکر اُس کو انصرام کو پہونچائے۔

(۸) نالائقی اور شباب یہہ دونوں تو نہر تکلیف دہ ہین ہی مگر غیر کے مکان کی سکونت اُن سے بھی بڑھکر تکلیف دہ چیز ہے

(۹) یاقوت کل پہاڑون مین موتی سب سیپیون مین سادھو سب جگہہ اور چندن سب جنگلوں میں نہیں ہوتا ہے۔

(۱۰) عقلمندوں کو چاہیے کہ وہ اپنے لڑکوں کو اعلیٰ لوگوں اور علماء کی صحبت میں رکھیں۔ تاکہ اُن کے فیضان صحبت سے وہ خوش خلق۔ نیک اور عالم بنین۔ اور اُن کے عمدہ اخلاق کے باعث لوگ اُن کی قدر کرین۔

(۱۱) وہ ماں اور وہ باپ جنھوں نے اپنی اولاد کو نہیں پڑھایا۔ درحاصل اپنی اولاد کے دشمن ہین۔ کیونکہ مجلس میں اُن کی عزت نہیں ہوتی۔ اور وہ ایسے ہوتے ہیں جیسے ہنسوں میں کوّا۔

(۱۲) محبت اور پیار سے قسم قسم کی بُرائیاں اور تنبیہہ سے بھلائی

پیدا ہوتی ہے اس لیے اولاد اور شاگردوں کو تنبیہ کرنا ہی

لازم ہے۔

(۱۳) ایک رباعی یا ایک شعر یا ایک مصرعہ کا ہر روز پڑھنا

اچھا ہے کیونکہ دن یا وقت سے بذریعہ مطالعہ فایدہ اٹھانا چاہیئے۔

(۱۴) عورت کی جدائی۔ بھیجیوں میں بے عزتی۔ معرکہ جنگ

کے بقیۃ السیف دشمن۔ ظالم بادشاہ کی خدمت۔ افلاس اور

بے ادبوں کی مجلس۔ یہہ چھہ ایسے ہیں کہ انسان کے جسم کو بدون

آگ کے ہی جلا کر خاک کر ڈالتی ہیں۔

(۱۵) ندی کنارے کے درخت۔ غیروں کے گھروں میں

زیادہ آمد و رفت رکھنے والی جوان عورت۔ اور بادشاہ

بے وزیر۔ ان کے جلد تباہ و برباد ہونے میں شبہ نکرنا چاہیے۔

(۱۶) برہمنوں کی طاقت علم۔ راجہ کی طاقت فوج۔ تاجروں کی

طاقت دولت اور شوہروں کی طاقت اطاعت ہے۔

(۱۷) کنچنی تہی دست کو۔ رعایا بادشاہ بے حکومت کو۔ پرندہ درخت بے ثمر کو۔ اور بھوکا اُس گھر کو جہاں کھانا کھایا جا چکا ہو چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۸) برہمن دچھنا لیکر ججمان کو۔ طالب علم۔ علم حاصل ہونے کے بعد اوستاد کو ہرن جلے ہوئے بن کو چھوڑ دیتا ہے۔ حاصل یہ کہ جب کسی سے کسی کی غرض نکل جاتی ہے تو غرضمند اُس کو چھوڑ دوسری جگہہ چلا جاتا ہے

(۱۹) جو شخص ایسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہو جس کا رویہ خراب ہو اور جس کی نظر بُرے افعال پر مائل رہتی ہو اور غلیظ اور ناپاک مقام میں رہتا ہو یا جو فطرتاً طبیعت کا بد ہو وہ بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے

(۲۰) محبت ہم نیہ شخصوں میں۔ اطاعت بادشاہ کی۔ بینائی کاروبار میں۔ اور گھر میں حسین عورت زیب دیتی ہے۔

باب سوم

(۱) دنیا میں کون سا خاندان ہے جس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو؟ کون سا شخص ہے جس کو کوئی فکر یا تکلیف نہ ہو یا جس پر کوئی آفت نہ آئی ہو؟ ایسا کون شخص ہے جو ہمیشہ خوش و خرم رہا ہو؟ کوئی نہیں۔

(۲) طور و طریق ذات کو۔ زبان وطن کو۔ تعظیم محبت و تعلق کو۔ جسم غذا کو ظاہر کرتا ہے۔

(۳) لڑکی کو اعلیٰ خاندان میں دینا۔ بیٹے کو تعلیم میں مشغول رکھنا۔ دشمن کو تکلیف پہونچانا۔ اور دوست کو اچھی صلاح دینا چاہیئے۔

(۴) بُرے لوگوں میں اور سانپوں میں ؟ سانپ اچھا ہے کیونکہ سانپ تو موت آنے پر ڈستا ہے۔ اور بُرے لوگ قدم قدم پر ایذا پہونچاتے رہتے ہیں۔

(۵) کمینے بہت دغا باز ہوتے ہیں۔ اس لیے بادشاہ اپنے پاس شرفا کو جمع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہہ لوگ کام پڑنے پر اپنے مالک سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اُن کا ساتھ دیتے ہیں۔

(۶) سمندر قیامت کے وقت اپنی حد کو چھوڑ دیتا ہے اور دریا بھی جدائی چاہتا ہے۔ مگر سادھو لوگ قیامت آنے پر بھی مفارقت اختیار نہیں کرتے۔

(۷) نالائقوں کی دوری ہی اچھی ہے۔ اس لیے کہ اگرچہ وہ بظاہر انسان دکھائی دیتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ دو پاؤں کے جانور ہیں۔ اور جس طرح کانٹا اندھوں کو ایذا دیتا ہے اُسی طرح

بیہودہ الفاظ کے کانٹوں سے ہمیشہ تکلیف دیتے ہیں۔

(۸) انسان گو خوبصورت۔ جوان اور امیر کے خاندان میں ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔ اگر وہ بے علم ہے تو مثل پلاس کے پھول کے بیکار و ہیچ ہے۔

(۹) کوئل کی خوش الحانی سے۔ عورت کی عصمت سے۔ بدصورت کے علم سے۔ عالم و مرتاض کی عفو سے زینت ہوتی ہے

(۱۰) اگر ایک آدمی کی وجہ سے گھر تباہ ہوتا ہو تو اُس آدمی کو اگر ایک خاندان کی وجہ سے گانوں کی تباہی ہوتی ہو تو اُس خاندان کو۔ اگر ایک گانوں کے وجہ سے ملک کی بربادی ہوتی ہو تو اُس گانوں کو چھوڑ دینا چاہیے اور اپنی ذات کے نفع ابدی کے لئے سب کا ترک جائز ہے۔

(۱۱) تدبیر کرنے والے کے پاس افلاس نہیں آتا ہمیشہ یاد

الٰہی کی تسبیح پھیرنے والے پر گناہ۔ خاموش پر فساد موثر نہیں ہوتا اور بیدار آدمی کبھی خائف نہیں رہتا۔

(۱۲) کوئی کام حد اعتدال سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ اور ہر شے کے لئے اعتدال ہی ضرور ہے۔ ورنہ نقصان پہونچتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی حسین ہونے کی وجہ سے سیتاجی کو راون اوٹھا لے گیا تھا۔ بے انتہا مغرور ہو جانے سے راون مارا گیا۔ بہت زیادہ مخیر ہونے کا ہی باعث تھا کہ راجہ بلی کو ملک چھوڑنا پڑا۔

(۱۳) جو شخص کہ ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے اُس سے کیا نہیں ہو سکتا۔ کون سی شے ہے جو ہمیشہ کام میں مصروف و مشغول رہنے والے کے پاس سے دور رہو۔ کونسا ملک ہے جو عالم کے لیے نزدیک ہو۔ کون شخص ہے جو شیریں کلام کا دشمن ہو۔

(۱۴) جس طرح ایک شجر سے اور وسیع جنگل کی رونق ایک ہی

مگر خوبصورت اور خوشبودار پھول لگے ہوئے درخت ہی سے ہوتی ہے وہی کیفیت اُس گھر کی ہے جس میں ایک ہی لڑکا ہو مگر وہ لائق اور خاندان کا نام روشن کرنے والا ہو۔

(۱۵) جس طرح کہ ایک خشک درخت کے جلنے سے ایک بن کا بن جل جاتا ہے۔ اسی طرح ایک نالائق لڑکے کی بدولت خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔

(۱۶) جس طرح پر ایک مہتاب کی وجہ سے رات روشن ہو جاتی ہے اسی طرح ایک عالم اور لائق لڑکے کے وجود سے کُل خاندان کو مسرت ہوتی ہے۔

(۱۷) ایسے متعدد لڑکوں کے پیدا ہونے سے (جو رنج و غم پہونچانے والے ہوں) ایک ہی لڑکے کا ہونا بہتر و افضل ہے جو خاندان کی پرورش کرے اور اُس کو راحت بخشے۔

(۱۸) لڑکے کی نازبرداری پانچ برس تک کرنی چاہیئے اس کے بعد دس برس تک تعلیم و تربیت میں تنبیہ کی ضرورت ہے سولہ برس کے شروع ہونے پر اُس کے ساتھ دوست کی طرح برتاؤ کرنا زیبا ہے۔

(۱۹) مصیبت آنے پر۔ دشمن کی فوج غالب آجانے پر۔ آفت نازل ہونے پر۔ اور ظالم سے پالا پڑنے پر جو بھاگ جاتا ہے۔ وہ زندہ بچ جاتا ہے۔

(۲۰) ایسے شخص کی موت بنی نوع انسان میں ہیچ ہے جس کی قسمت میں نیکی۔ دولت۔ اچھی خواہش اور نجات۔ ان میں سے ایک بات بھی نہ آئی ہو۔ دنیا میں اُسی کی موت اچھی جس نے زندگی میں کچھ بھی نیک کام کیا ہو۔

(۲۱) جس گھر میں نالائقوں کی توقیر نہ ہوتی ہو۔ اناج کا

سرمایہ ہمیشہ رہتا ہے۔ عورتوں میں اور مردوں میں نزاع اور فساد نہ ہو۔ اُس گھر میں لکشمی خود بخود آ بستی ہے۔

باب چہارم

(۱) حیات۔ اعمال۔ دولت۔ علم اور عزت۔ یہ پانچ چیزیں انسان کی تقدیر میں اُسی وقت لکھدی جاتی ہیں۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

(۲) جس شخص نے اپنے کنبہ وغیرہ کی پرورش و نگہبانی کی ہو۔ وہ اگر فقیر بن جائے تو اُس کا بیٹا۔ دوست اور بھائی اُس سے الگ رہتے ہیں لیکن اگر وہ اُس کی صحبت میں رہیں تو اُس کے فیض صحبت سے اُن کے ساتھ اُن کا خاندان بھی نیک ہو جاتا ہے۔

(۳) سادھو لوگ حاجتمندوں اور معتقدوں کی حفاظت

اسی طرح کرتے ہیں۔ جیسے مچھلی۔ کچھوا۔ اور پرندے۔ اپنے بچوں کی پرورش نظر و خیال وغیرہ سے کرتے ہیں۔

(۴) جب تک کہ جسم تندرست اور موت کے پنجہ سے دور ہے۔ اسی وقت تک اپنی بھلائی کے لیے خیرات وغیرہ کرنی چاہیے۔ کالبد خاکی سے روح پرواز ہو جانے کے بعد کیا ہو سکتا ہے

(۵) علم میں کام دہینو کے سے اوصاف ہیں کہ جو چاہیں دے سکتا ہے یعنی تکلیف کے زمانہ میں مدد دیتا ہے اور غیر ملک میں وہ مثل ماں کے پرورش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے علم کو دولت پوشیدہ کہتے ہیں۔

(۶) نالایق لڑکوں سے ایک ہی لایق بیٹا افضل ہے مثلاً ایک ہی چاند رات کی ساری اندھیری کو دور کر دیتا ہے۔ مگر ہزاروں تارے نہیں کر سکتے۔

(۷) نالایق لڑکا عمر خضر لیکر پیدا ہونے سے اُس کا پیدا ہوتے ہی مرنا بہتر ہے کیونکہ اُس کے مرنے کا رنج تو تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے۔ مگر نالایق رہنے کا رنج عمر بھر۔ اس لئے لڑکے کو عالم بنانا چاہیے۔

(۸) غیر ملک کی سکونت۔ ادنیٰ خاندان والے کی خدمت خراب غذا۔ ایسی عورت جس کی صورت ہمیشہ غصہ سے بھری رہتی ہے۔ نالایق بیٹا اور بیوہ دختر۔ یہ چھ چیزیں بلا آگ کے جسم کو جلاتے ہیں۔

(۹) ایسی گائے کے رکھنے سے کیا فایدہ جو نہ تو دودھ دے اور نہ کبھی گابھن ہو۔ ایسا بیٹا کس کام کا۔ جو نہ عالم ہو نہ سعادتمند البتہ رنج اُن سے ضرور ہوتا ہے۔

(۱۰) جو لوگ دنیا کی تکلیفوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کو

راحت پہونچانے والی تین ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک دوست دوسرے عورت خاندہ رو تیسرے نیک اور خدا پرستوں کی صحبت۔ ان میں بھی خدا پرستوں کی صحبت کو ترجیح ہے۔ کیوں کہ اُن سے دنیوی راحت کے علاوہ عاقبت کی بھی بہبودی ہوتی ہے۔

(۱۱) بادشاہ کا حکم۔ عالم کا قول۔ اور کنیا دان۔ بار بار نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے۔ اس لیے بادشاہ اور عالم کو کسی بات کے کہنے کے قبل خوب غور و بچار کرنا چاہیے علی ہذا لڑکی کے باپ کو چاہیے کہ شادی کرنے سے پیشتر اپنے داماد کے اخلاق و علم و رتبہ وغیرہ کی خوب دریافت کرلے ورنہ بعد میں پچتانے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۱۲) ریاضت اور عبادت کے لیے تنہائی۔ درس و

تدریس کے لیے دو شخص۔ گانے کے لیے تین شخص۔ مسافرت کے لیے چار شخص۔ زراعت کے لیے پانچ شخص اور جنگ کے لیے جمعیت کثیر کا ہونا اچھا ہے

(۱۳) عورت وہی ہے۔ جس کا خیال ہمیشہ نیک کاموں کی طرف ہو۔ اور جو لایق۔ باعصمت۔ اور راست گفتار ہو۔ اور جس کو شوہر کے ساتھ بے انتہا محبت ہو۔ اور ایسی ہی عورت خانہ داری اور پرورش کے قابل ہے۔

(۱۴) جس گھر میں بچے نہ ہوں وہ گھر سونا ہے۔ جس ملک میں خویش و اقارب نہ ہوں۔ وہ ملک کچھ نہیں۔ جس شخص کا دل علم کی روشنی سے منور نہ ہو وہ ہیچ ہے۔ اور مفلس کے لیے تو ہر مقام تاریکی ہی سے بھرا ہوا ہے۔ حاصل یہہ کہ دولتمند بے علم بھی ہو تو لوگ اُس کو بڑا عالم اور ہوشیار کہتے ہیں۔ اور دولت کے

باعث ہر طرح اُس کی تعریف کی جاتی ہے۔ اگر مفلس لایق اور فاضل بھی ہو تو افلاس کی وجہہ سے لوگوں میں اُس کی عزت و قدر نہیں ہوتی۔

(۱۵) پڑھا ہوا علم مشق نہ ہونے سے جاتا رہتا ہے۔ پہلی غذا کے ہضم ہوئے بغیر اگر دوبارہ غذا کھائی جاتی ہے تو وہ نقصان پہونچاتی ہے۔ مفلس کو کسی بات کا سننا تک ناگوار گزرتا ہے کیونکہ افلاس کے باعث وہ فکروں میں مستغرق رہا کرتا ہے۔ سن رسیدہ شخص کو جوان عورت زہر معلوم دیتی ہے۔ مختصر یہہ کہ جس شخص کو جس چیز کی خواہش نہ ہو۔ اُس کو وہ چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

(۱۶) جس شخص کے دل میں رحم نہ ہو۔ اور جس اوستاد کو علم نہ ہو۔ اور جس عورت کی صورت ہمیشہ غصہ سے بھری ہوئی ہو

اور ایسے خویش و اقارب جن کو محبت و الفت نہ ہو ان سے
دور رہنا ہی بہتر ہے۔

(۱۷) آدمی کو ہمیشہ پیدل چلتے رہنے سے۔ گھوڑے کو باندھے رکھنے سے۔ عورت کو مجامعت نہ ہونے سے بخار جلد آجاتا ہے۔ اور کپڑا گرمیوں میں ہمیشہ پہنے اور پسینہ میں بھیگتے رہنے کے باعث جلد بیکار ہو جاتا ہے۔

(۱۸) کس وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ دوست کون ہے۔ ملک کیسا ہے۔ کون سا صرف سود بخش ہے۔ میں کس کا ہوں مجھ میں کیا قدرت ہے۔ ان باتوں پر انسان کو بار بار خوب غور کرنا چاہیے۔

(۱۹) پیدا کرنے والا۔ زنار بندی کرانے والا۔ علم پڑھانیوالا روزی دینے والا۔ خوف سے بچانے والا۔ ان سب کو مثل

باپ کے تصور کرنا چاہیے۔

(۳۰) راجہ۔ اُستاد۔ اور دوست کی عورت اور ساس کو اپنی ماں کے مثل سمجھنا چاہیے۔

(۳۱) برہمن۔ چھتری اور ویش ان کا دیوتا اگنی ہے منیوں کا دیوتا اُن کا دل ہے کیونکہ مراقبہ کرنا ان کا فرض ہے اور وہ مقام دل ہی ہے۔ کم عقلوں اور نادانوں کے دیوتا مورتیں ہیں۔ کیونکہ اُن کو علم نہیں ہوتا۔ اور علما کے لیے جنکی نگاہ میں کائنات کی ہر شے قدرت کا ظہور ہے پرماتما دست چنانچہ پرمیشر ہر جگہہ موجود ہے۔

باب پنجم

(۱) برہمن کو کُل ورنوں کا مرشد سمجھنا چاہیے۔ عورتوں کے لیے اُن کا خاوند ہی امرشد ہے۔ یعنے خاوند کی خدمت ہی

اُن کے لیے افضل ہے۔ جو بھوکا آدمی عین دوپہر کے وقت کھانے کو آئے۔ اُس کی خدمت و تواضع مثل مرشد کے کرنا چاہیے۔

(۲) جس طرح سونے کا امتحان اُس کے گھسنے تپانے اور ٹھوکنے سے کیا جاتا ہے۔ اُسی طرح آدمی کا امتحان بھی اُسکے خیر خیرات۔ عادات۔ اوصاف اور اعمال سے کرنا چاہئے۔

(۳) جب تک کوئی مصیبت یا آفت نہ آئے۔ اُس وقت تک اُس سے ڈرنا چاہیے۔ جب آجائے تو ڈر سے قطع نظر کر کے تدبیر کے ساتھ اُس سے نجات پانے کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو نقصان ہوگا۔

(۴) لڑکے خواہ ایک ہی ساعت میں۔ یا ایک ہی ماں سے پیدا ہوئے ہوں مگر اُن کے عادات و طبائع ایک سے نہیں

ہوتے۔ جیسے بیر اور اُس کے کانٹے۔

(۵) جس شخص کو کسی چیز کی خواہش نہ ہو۔ وہ کسی فعل کے ارتکاب کا باعث نہ ہوگا۔ جو شوقین نہ ہو اُس کو آرایش جسمانی میں دل بستگی نہ رہے گی۔ جو بے علم ہو وہ شیریں کلامی نہ کر سکے گا۔ جو صاف گو ہے (یعنے کسی بات کے بولنے میں پس و پیش نہ کرتا ہو) وہ فریبی نہ ہوگا۔

(۶) نالایق عالم کی۔ مفلس۔ دولتمند و نحی۔ فاحشہ عصمت والوں کی۔ بیوہ۔ شوہر والی عورتوں کی مذمت و شکایت کرتی ہے۔

(۷) کاہلی سے علم۔ غیر مردوں کے ہاتھ میں جانے سے عورت۔ تخم کے کم بونے سے کھیت۔ اور سپہ سالار کے نہ ہونے سے فوج برباد ہو جاتی ہے۔

(۸) مطالعہ کے ذریعہ سے علم کی۔ پسندیدہ عادات سے خاندان کی ناموری کی اور عمدہ اخلاق سے دوستوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور غصہ کا اظہار آنکھوں سے ہونا چاہیئے۔

(۹) دولت سے نیکی کی۔ تپ تقسیم وغیرہ ریاضتوں سے عقل کی فرماں سے راجہ کی۔ اور لائق عورت سے گھر کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۱۰) وید مقدس کو بے ضرورت مشہور کرنے والا شاستر اور اس کے عمل کے متعلق بے قاعدہ بحث کرنے والا خاموش آدمی کو بیہودہ باتیں سنانے والا اس قسم کے لوگ بلا سبب رنج وکوفت اٹھاتے ہیں۔

(۱۱) خیر خیرات افلاس کو۔ خوش خلقی بگڑی حالت کو عقل جہالت کو اور عبادت خوف کو دفع کردیتی ہے۔

(۱۲) خواہش وطمع کے برابر دوسرا کوئی تکلیف دہ مرض نہیں جہالت کے برابر دوسرا کوئی دشمن نہیں۔ غصہ کے برابر دوسری کوئی آگ نہیں علم سے بڑھکر اور کوئی دولت نہیں۔

(۱۳) یہہ یقینی بات ہے کہ آدمی تنہا مرتا اور پیدا ہوتا ہے راحت و رنج بھی تنہا بھگتتا ہے۔ اکیلا ہی دوزخ میں پڑتا ہے اور اکیلا ہی مغفرت پاتا ہے۔ حاصل یہہ کہ ان کاموں میں کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ سب کچھہ اپنے آپ ہی کو بھگتنا پڑتا ہے

(۱۴) خدا رسیدہ شخص کی نظر میں بہشت کی کچھہ حقیقت نہیں ہوتی۔ بہادر آدمی کو اپنی جان تنکے کے برابر معلوم ہوتی ہے جس شخص نے اپنے دل اور اعضا کو قابو میں کرلیا ہو اُس کو حسین سے حسین عورت بھی اپنا فریفتہ نہیں کرسکتی جس کو کسی چیز کی خواہش نہیں ہوتی اُس کے نزدیک کل دنیا ہیچ ہے

(۱۵) سفر میں علم اور دولت مددگار ہوتے ہیں گھر میں عورت دوست ہوتی ہے کیونکہ گھر میں عورت کے بغیر اور کسی سے راحت نہیں مل سکتی۔ بیمار کو دوا دوست کی طرح فایدہ بخش ہوتی ہے۔ مرنیکے بعد آدمی کی وہ نیکی جو اُس نے اپنی حیات میں کرلی ہو دوست کی طرح کام آتی ہے۔

(۱۶) سمندر میں بارش بے سود ہے کیونکہ وہاں اُس سے کوئی فایدہ نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کا شکم بھر ہوچکا ہو وہ دوسری غذا ملنے کی خواہش نہیں کرتے اسلیے ایسے لوگوں کو کھانا کھلانا بے سود ہے۔ جو دولتمند ہیں اون کو خیرات دینا فضول ہے۔ کیونکہ اُن کو دولت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ روز روشن میں چراغ جلانا بیکار ہے۔ کیونکہ آفتاب کی روشنی کے روبرو چراغ کی روشنی بے فایدہ ہے۔

(۱۷) بارش کے پانی کے مثل دوسرا کوئی پانی صاف پاک اور صحت بخش نہیں ہے اپنی ذاتی طاقت سے بڑھکر کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ آنکھوں کی روشنی سے بڑھکر کوئی دوسری روشنی نہیں ہے۔ غلہ سے بڑہکر کوئی دوسری شئے مرغوب نہیں ہے کیونکہ دنیا کے بہت سے تحفے باکل چیزیں مہیا ہوجائیں توبھی اُس کے مقابلہ میں کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جو اُس کی طرح انسانکی گرسنگی کو رفع کرسکے۔

(۱۸) جو مفلس ہیں وہ دولت کی خواہش کرتے ہیں۔ جو گونگے ہوتے ہیں یا جن کو بات کرنی نہیں آتی وہ گفتگو کرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ انسان بہشت کی خواہش کرتاہے دیوتا نجات چاہتے ہیں۔ حاصل یہہ کہ جس کی دسترس سے جو چیز باہر ہوتی ہے وہ اُس کی خواہش کرتا ہے۔

(۱۹) راستی سے زمین قایم رہتی ہے آفتاب بھی راستی سے ہی روشنی پہونچاتا ہے۔ اسی طرح ہوا بھی راستی ہی سے چلتی ہے کل کاروبار عالم راستی ہی سے چلتا ہے۔ غرض راستی ہی سب کا باعث ہے راستی کے فنا ہونے کے ساتھ ہی قیامت آموجود ہوگی۔

(۲۰) چرند پرند وغیرہ سب مرنے اور پیدا ہونے والے ہیں کاروبار عالم میں دولت روح۔ حیات۔ اور گھر یہہ سب عارضی ہیں۔ نیکی ہی ایک ایسی شے ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس لیے دولت وغیرہ سے نیکی ہی جمع کرنی چاہئے۔

(۲۱) بنی نوع انسان میں نائی۔ پرندوں میں کوا چوپایوں میں گولا۔ اور عورتوں میں مالن چتر ہوتی ہے

باب ششم

(۱) شاستر کے سُننے سے مذہب کی حقیقت معلوم ہوتی ہے جہالت اور نالایقی جاتی رہتی ہے۔ عقل بڑھتی ہے۔ اور اسی سے عاقبت بھی درست ہوتی ہے

(۲) پرندوں میں کوّا۔ اور جانوروں میں کُتّا تپسی رشیوں یا خدارسیدہ لوگوں میں غصہ۔ اور شکایت و مذمت کرنے والا زیادہ تر قابل لعنت و ملامت ہے۔

(۳) کانسہ کا برتن جو گندگی کی وجہ سے ناقابل استعمال ہو جاتا ہے وہ خاک سے مانجنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ تانبے کا ظرف املی سے دھونے سے اسی طرح ندی جو آٹھ مہینے تک ہمہ قسم کی غلاظتوں کی وجہ سے غلیظ ہو جاتی ہے۔ برسات کے پانی سے پاک ہو جاتی ہے۔

(۴) راجہ یا بادشاہ جو انتظام کی غرض سے دورہ کرتا رہتا ہے

اور یہ ہمن عالم اور جوگی جو ملک بہ ملک پھرتا رہتا ہے وہ تعظیم پاتا ہے۔ لیکن عورت اگر اپنی تعظیم کے لیے اپنا گھر چھوڑ کر دوسروں کے گھر پھرنے لگے گی تو خراب ہو جاوے گی۔ پس عورت کو لازم ہے کہ وہ اپنا گھر چھوڑ کر کسی غیر جگہہ نہ جاوے۔

(۵) دولتمندوں کو دوستوں کی کمی نہیں۔ کیونکہ دولت کی وجہہ سے بھائی بند بھی موافق ہو جاتے ہیں۔ اور وہ لوگوں میں بھی قابل تعظیم مانا جاتا ہے۔ اسی طرح دولت کی بدولت وہ شخص عالم بھی مشہور ہو جاتا ہے۔

(۶) جیسی جس کی ہونہار ہوتی ہے پہلے سے اُس کی عقل بھی ویسی ہی ہو جاتی ہے اُس کی رائے کا استقلال بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے اور اوس کو مددگار بھی اُسی طرح کے ملجاتے ہیں۔ قسمت جو کرنا چاہتی ہے اوسی قسم کے سب اسباب

اس کو مہیا ہو جاتے ہیں۔ پس تقدیر کا لکھا پلٹ نہیں سکتا۔

(۷) رشتہ حیات کو قطع کر کے کل ارواحوں کو قبض کرنیوالی موت ہی ہے مخلوق کو ہلاک کرنیوالی بھی وہی ہے جب سب جاندار سوتے ہوتے ہیں اُس وقت موت ہی جاگتی رہتی ہے۔ غرض موت بہت زبردست ہے اُس کے پنجہ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔

(۸) جو پیدائشی اندھا ہے وہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتا۔ جو خواہشات نفسانی میں اندھا بنا ہوا ہے اُس کی بھی وہی کیفیت ہے۔ جو شراب وغیرہ کے نشوں میں مست ہے وہ بھی مثل اندھے ہی کے ہے۔ اسی طرح جو غرضمند ہوتا ہے وہ بھی حرص کے باعث کسی عیب کو نہیں دیکھ سکتا۔

(۹) انسان اپنے اعمال کا باعث آپ ہی ہے۔ اور اُن اعمال کا

ثمرہ بھی آپ ہی پاتا ہے۔ کاروبار دنیوی میں آپ ہی مبتلا ہوتا ہے۔ اور اُس سے نجات بھی آپ ہی پاتا ہے۔

(۱۰) جو گناہ سلطنت میں رعایا سے سرزد ہوئے ہوں۔ اگر بادشاہ اُن کا انصاف نہ کرے تو اُس کا مواخذہ دار بادشاہ ہوتا ہے۔ اور بادشاہ کے گناہوں کا جوابدہ پروہت ہے اس لیے پروہت کو چاہیے کہ بادشاہ کو اچھی نصیحت کر کے اُس سے عدل و انصاف کرائے۔ ورنہ وہ اُن گناہوں کا مورد الزام ہوگا بی بی کے گناہوں کا ذمہ دار اُس کا شوہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اُس کی پرورش و حفاظت و تعلیم کا ذمہ دار ہے۔ مرشد اگر اپنے مرید کو اچھی طرح تعلیم و تربیت نہ کرے تو مرید کے گناہوں کی سزا مرشد بھگتتا ہے۔

(۱۱) جو باپ اپنے بیٹے کے لیے قرضہ چھوڑ جاتا ہے۔ اور جو

جو ماں بد چلن ہوتی ہے وہ اپنے بیٹے کے دشمن ہے جو عورت نہایت ہی حسین ہو۔ اُس کو مثل دشمن کے تصور کرنا چاہیئے کیونکہ خوبصورتی کی وجہہ سے ہر شخص اُس کے حُسن پر مفتون ہوتا ہے۔ اور بعد میں وہ ننگ خاندان بن جاتی ہے۔

بے علم لڑکا اپنے باپ کا دشمن سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ بے علم ہونے کی وجہہ سے لوگوں میں اُس کی تحقیر ہوتی ہے۔

(۱۲) دشمن اگر حریص اور ذی حکومت ہے تو دولت سے اگر وہ مغرور ہے تو دست بستہ عجز و انکسار سے۔ اگر وہ بے وقوف ہے تو اُس کی مرضی کے موافق عمل کرکے۔ اگر وہ عالم ہے تو سچی بات سے اُس کو اپنے قابو میں کر لینا چاہیئے کیونکہ عالم شخص کو لغو باتیں پسند نہیں آتیں۔

(۱۳) ظالم اور رعایا کو تکلیف دینے والے بادشاہ سے اُسکا

نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ دوست ہو تو دانا ہو۔ نادان دوست کام
کا نہیں۔ شاگرد ہو تو عقلمند اور عقیدت مند ہو۔ نالایق شاگرد
کا نہ ہونا ہی اچھا۔ عورت ہو تو باعصمت اور خوبصورت ہو۔
لڑاکن اور فاحشہ نہ ہو۔

(۱۴) ظالم پادشاہ سے رعایا کو آرام کہاں سے ہوگا۔
نادان دوست کے ساتھ تعلق رکھنے سے مسرت کیونکر ہوگی۔
بدعورت کے ساتھ موافقت کرنے سے گھر میں محبت کیسے رہیگی
نالایق شاگرد کو علم پڑھانے سے استاد کو نیک نامی کہاں سے
حاصل ہوگی۔

(۱۵) ببر سے ایک بات۔ بگلے سے ایک بات۔ مرغ سے
چار۔ کوے سے پانچ۔ کتے سے چھہ۔ اور گدھے سے تین
باتیں سیکھنی چاہییے۔

(۱۶) جو شخص کوئی اہم یا معمولی کام کرنا چاہتا ہو وہ اُس کو سعی و کوشش کے ساتھ کرے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ صفت بگلے سے سیکھے۔ کل اعضاؤں کو قابو میں رکھکر مقام موقع محل دیکھکر کام لینا یہ صفت بگلے سے سیکھے۔

(۱۷) بروقت بیدار رہنا۔ جنگ کرنا۔ دانہ وغیرہ اناج کو خود جمع کرکے اُس کا حصہ بھائی بندوں کو دیکر بعد میں آپ کھانا۔ یہ چار صفتیں مرغ سے سیکھے۔

(۱۹) چھپ کر مجامعت کرنا۔ ذی ہمت رہنا۔ موقعہ سے سرمایہ اندوختہ کرلینا باخبر رہنا۔ کسی پر اعتبار نہ رکھنا۔ یہ پانچ صفتیں کوے سے سیکھے۔

(۲۰) میسر آنے پر پیٹ بھر کھانا۔ اور جب نہ ملے اُس وقت تھوڑے ہی میں قناعت کرنا۔ گاڑھی نیند پر بھی فوراً جاگ اُٹھنا

مالک کی اطاعت کرنا - اور جواں مردی - یہ چھ صفتیں کتے سے سیکھنی چاہئیں -

(۲۱) بالکل تھک جانے پر بھی بوجھ لینا - سرد و گرم کا لحاظ نہ رکھنا - ہمیشہ خوشی سے چرنا - یہ تین صفتیں گدھے سے حاصل کرنا چاہئے -

(۲۲) مرقوم الصدر (۲۰) صفتیں جو اختیار کریگا - وہ شخص کل کاموں پر فتح پائیگا - ۳

باب ہفتم

(۱) دولت کی تباہی کو - دلی رنج کو - اپنے عورت کے طرز عمل کو - کمینہ شخص کی اُس بد کلامی کو جو اُس نے اُس کے ساتھ کی ہو - کسی اور کی کی ہوئی توہین کو عقلمند آدمی لوگوں میں مشہور نہیں کرتے -

(۲) جو شخص کہ غلہ اور اناج کو پیدا کرنے کی کوششوں میں تحصیل علم میں۔ کھانے کی جگہہ اور کاروبار میں۔ شرم و حیا کو چھوڑ دے گا وہ خوش رہے گا۔

(۳) مسرت بھی گویا ایک آب حیات ہے۔ اس سے جو شخص سیر ہو چکا ہے اُس کو جو خوشی اور اطمینان حاصل ہے۔ اس اطمینان و مسرت کا ایک شمہ بھی اُن لوگوں کو حاصل نہ ہوگا۔ جو دولت کی حرص میں جابجا پھرتے رہتے ہیں۔

(۴) اپنی عورت۔ اپنے کھانے۔ اور اپنی دولت۔ ان تینوں چیزوں پر ہمیشہ خوش و قانع رہنا چاہیے۔ مگر خیرات و مطالعہ اور ریاضت۔ ان چیزوں سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے۔

(۵) دو برہمن۔ برہمن اور آگ۔ جورو اور خاوند۔ مالک اور تابعدار۔ شیو جی اور نندی۔ ان میں سے نہ جانا چاہیے اگر

جائیں تو کیا ہوا تو اب جاتا رہتا ہے۔

(۶) آگ۔ اوستاد۔ برہمن۔ گائے۔ لڑکی۔ سن رسیدہ شخص اور بچہ۔ ان ساتوں کو پیر نہ لگانا چاہیے۔ اگر غلطی سے اِن کو پیر لگ بھی جائے۔ تو اُن کو نمسکار یا سلام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی دیدہ و دانستہ اُن کو پیر سے چھوئے گا تو وہ دوزخ میں جائیگا۔

(۷) ہنڈی یا گاڑی سے پانچ ہاتھ۔ گھوڑے سے دس ہاتھ ہاتھی سے ہزار ہاتھ کے فاصلہ پر رہنا چاہیے۔ اور جس ملک کے آدمی بد ہوں اُس ملک کو چھوڑ کر دوسری جگہہ چلا جانا چاہیے۔

(۸) ہاتھی کو انکس سے۔ گھوڑے کو چھڑی سے۔ گائے بھینس وغیرہ کو لکڑی سے۔ اور بُرے آدمیوں کو ہتیار سے سزا دینی چاہیے کیونکہ یہہ چیزیں بلا تنبیہ کے راہ راست پر نہیں آتیں۔

(۹) برہمن کھانے کی جگہہ۔ مور بادل کی آواز سُن کر ساد ھو (فقیر) اوروں کے جاہ وحشمت دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ مگر بد آدمی دوسروں کو مصیبت میں مبتلا دیکھکر بہت محظوظ ہوتا ہے۔

(۱۰) ذی اقتدار شخص کو اُس کی مرضی کے موافق چلکر بُرے آدمی کو اُس کے خلاف ہوکر۔ اور جس دشمن کی قوت اپنے برابر ہو اُس کو اپنی طاقت سے قابو میں کرنا چاہیے

(۱۱) قوت بازو ہی بادشاہ کی قوت ہے۔ برہمہ کا جاننا ہی برہمن کی طاقت ہے حسن شباب اور شیریں کلامی کے اوصاف ہی عورت کی طاقت ہیں۔ پس یہہ تینوں شخص اپنی اپنی طاقتوں سے سب لوگوں پر فتح پاتے ہیں۔

(۱۲) انسان بالکل سیدھا سادھا بھی نرہے۔ بلکہ کچھہ نہ کچھہ

غصہ رکھنا بھی ضرور ہے۔ جو لوگ بہت ہی سیدھے مزاج کے ہوتے ہیں۔ اُن کی حالت جنگل کے درختوں کی سی ہوتی ہے۔ جنگل یا بن میں جو جھاڑ سیدھے ہوتے ہیں۔ اکثر لوگ انھیں قطع کرتے ہیں۔ اور جو ٹیڑھے ہوتے ہیں وہ ویسے ہی رہتے ہیں۔ پس اگر کسی کو کچھہ عرصہ تک اپنی وقعت قایم رکھنی منظور ہو تو کسی قدر غصہ بھی رکھنا چاہیے۔ ورنہ لوگوں کی نظروں میں اُس کی عزت و وقعت کچھ بھی نرہے گی۔

(۱۴۲) شیروں کا قاعدہ ہے کہ جس مقام پر پانی رہتا ہے وہیں رہا کرتے ہیں جب پانی سوکھہ جاتا ہے تو دوسرے مقام کو چلتے بنتے ہیں۔ جب وہاں کا پانی بھی سوکھہ جاتا ہے۔ تو تیسرے مقام کو چلے جاتے ہیں۔ پس انسان کو شیر کی یہہ عادت نہ اختیار کرنی چاہیے۔ ایک بار جس کے ہو گئے۔ تا زیست اُس کا ساتھہ دینا چاہیے

خوش حالی میں ہو یا تنگ حالی میں اچھے وقتوں میں ساتھ دینا اور مصیبت یا تکلیف کے زمانے میں علیحدہ ہو جانا شرافت سے بعید ہے۔

(۱۴) جو دولت کہ محنت و مشقت سے پیدا کی گئی ہے اُس کو مستحقین و محتاجین کو دینا ہی عین اُس کی محافظت ہے جیسے چشمے کا پانی بہتا رہتا ہے تو ہی صاف رہتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔

(۱۵) جس کے پاس دولت ہے اُسی کے یہاں دوست اور اقارب جمع ہوتے ہیں۔ اور لوگوں میں عزت و وقعت بھی اُسی کی ہوتی ہے اور ایسے ہی شخص کی زندگی چین سے گزرتی ہے۔ غرض پیسے سے بڑھکر کوئی چیز دنیا میں کارآمد نہیں ہے اس لیے کوشش کرکے دولت پیدا کرنی چاہیے کیونکہ سب چیزیں

دولت ہی سے حاصل ہوتی ہیں

(۱۶) جس شخص میں یہ چار صفتیں موجود ہوں۔ اُس کو خوش نصیب سمجھنا چاہیے جو ہمیشہ خیر خیرات کرتا ہو۔ خدا کی عبادت کرتا ہو۔ محتاجوں کو کھلاتا ہو۔ شیریں کلام ہو۔

(۱۷) جس شخص میں یہ چھ باتیں ہوں اُس کو دوزخی یا دوزخ نصیب سمجھنا چاہیے۔

(۱) جس میں غصہ زیادہ ہو۔ (۲) سخت کلام ہو (۳) مفلس ہو (۴) اپنے لوگوں سے عداوت رکھتا ہو (۵) کمینوں کی صحبت میں رہتا ہو اور (۶) رذیلوں کی خدمت کرتا ہو۔

(۱۸) شیر کے غار میں جانے سے ہاتھی کے سر میں کا موتی ملیگا۔ اور گیدڑ کے بل میں جانے سے بچھڑے کی دم یا گدھے کے چمڑے کا ٹکڑا ملیگا۔ حاصل یہ کہ جیسی جگہ ہو ویسی حاجت لیجانی چاہیے

تو وہ دولت مند کے گھر جائے۔ غریب و مفلس کے گھر نہ جائے کیونکہ وہاں اُس کی حاجت برآری نہ ہو گی۔

(۱۹) کتّے کی دم جیسی اُس کی ستر پوشی کرنے یا اُس کے جسم پر کے مکھیوں کو اوڑانے سے قاصر ہونے کے باعث بیکار ہے ویسے ہی بے علم آدمی کی زندگی کو ہیچ جاننا چاہیے۔ اس لیے کہ بے علم آدمی اپنی اور گھر والوں کی پرورش نہیں کر سکتا۔

(۲۰) دل شکن الفاظ سے دوسروں کا دل نہ دُکھانا۔ اور نکما الفاظ زبان پر نہ لانا یہ زبان کی صفائی ہے۔ کل خواہشات کو چھوڑ کر حواس کو قابو میں رکھنا اور ایک دل ہو کر خدا کا معتقد رہنا۔ یہ دل کی صفائی ہے۔ سب جانداروں پر رحم کرنا یہ طالبان نجات کی صفائی ہے۔ جو لوگ اس طرح پر عمل کرینگے

وہ نجات حاصل کریں گے۔

(۲۱) پھولوں کی خوشبو دیکھی نہیں جا سکتی۔ مگر سونگھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ تل میں تیل چھپا ہوتا ہے۔ مگر آلہ کے ذریعہ سے نکال کر دیکھا جا سکتا ہے۔ لکڑی میں کی آگ دیکھی نہیں جا سکتی۔ لیکن رگڑنے کے بعد نظر آتی ہے دودھ میں مسکہ چھپا ہوا ہے مگر علیحدہ کرنے سے دکھائی دیتا ہے شکر میں گڑ چھپا ہوا ہے مگر تدبیر کے ذریعہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے یہی کیفیت روح کی ہے جو بظاہر بشکل قالب دیکھی جاتی ہے۔ لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو وہ جسم سے علیحدہ اور غیر فانی ہے

باب ہشتم

(۱) جو لوگ ادنی خیال کے ہیں وہ صرف دولت ہی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جو اوسط درجہ کے ہیں وہ دولت اور عزت دونوں چاہتے ہین۔ اور جو اعلے خیال کے ہیں وہ عزت

وآبرو کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اُن کے لیے وہی بڑی دولت ہے۔

(۲) اشنان پانی۔ دودھ۔ جڑ۔ پان۔ پھل۔ اور دوا اِن چیزوں کے کھالینے کے بعد بھی نہایا جائے۔ اور خیر خیرات اِن وغیرہ کے فرائض ادا کیے جائیں۔ تو عیب نہیں ہے۔

(۳) جیسے چراغ تاریکی کو چٹ کر کے کاجل پیدا کرتا ہے۔ ویسے ہی جو شخص جیسی غذا ہمیشہ کھائے گا۔ اُس کی جسمانی اور روحانی اوصاف بھی اُسی کے مناسبت سے مترتب ہوں گے۔

(۴) دولت ایسے ہی لوگوں کو دینا چاہیے۔ جو باکمال۔ لائق۔ اور اُس کے اہل ہوں۔ بے کمال اور نالائقوں اور ناہلوں کو ہرگز نہ دینا چاہیے۔ اچھے لوگوں کا ثمرہ مثل سمندر کے پانی کے ہوگا۔ دیکھو سمندر کا پانی جو بادل کے منھ میں جاتا ہے۔

وہ ہمیشہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ زمین پر سب جانداروں کو زندہ رکھتا ہے۔ پھر وہی پانی سے کروڑ گونہ زیادہ ہو کر اُسی سمندر میں جا ملتا ہے۔

(۵) جو شخص کہ خدا اور پیغمبر (پیغمبر اور اوتاروں) کا منکر ہو جس کو حرام وحلال کا لحاظ نہ ہو۔ اور ظالم و بے رحم ہو اُسکو چنڈال سمجھنا چاہیے۔

(۶) تیل لگانے۔ جلتی ہوئی لاش کا دھواں لگنے۔ مجامعت کرنے۔ سر منڈھانے پر ضرور نہانا چاہیے ورنہ وہ ناپاک سمجھا جاتا ہے۔

(۷) کھانا ہضم نہ ہونے پر پانی دوا کا کام دیتا ہے۔ ہضم ہونیکے بعد طاقت بخشتا ہے۔ کھانے کے درمیان پینا مفید ہے۔ اور کھانے کے آخر میں مضر ہے۔

(۸) علم بے عمل بے سود ہے۔ بے علم انسان کا وجود مثل

عدم کے ہے۔ جس فوج پر کمانڈر نہیں ہوتا۔ وہ ماری جاتی ہے
اور جس عورت کے سر پر خاوند نہیں ہوتا وہ تباہ ہوجاتی ہے۔

(۹) عالم ضعیفی میں بی بی کا انتقال ہوجانا۔ دولت کا بھائی بندوں میں چلا جانا اور کھانے کا ملنا دوسروں کے ہاتھ پر بینا پہ تینوں باتیں انسان کے لیے موجب ذلت اور نہایت تکلیف دہ ہیں۔

(۱۰) بدون اگنی ہوتر کے وید مقدس کا پڑھنا۔ خیرات بغیر دکشن وغیرہ کرنا۔ اور کسی کام کو بلا عقیدت کرنا بے سود ہوتا ہے
پس عقیدت ہی سب میں مقدم ہے۔

(۱۱ و ۱۲) جب سنگی یا کسی او دھاتی شے پر مثل پرمیشور کے اعتقاد رکھکر اسکی پرستش کیجائے تو پرمیشور کی دیا سے یقیناً کامیابی حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ بات نہیں کہ مورت ہی میں پرمیشور ہوتا ہے۔ پرمیشور تو وہیں ہے جہاں جس کا اعتقاد ہے۔ غرض پرمیشور ملنے کے لیے صرف اعتقاد ہی

ضروری ہے۔

(۱۳) شانتی کی سی کوئی اور ریاضت نہیں۔ قناعت سے زیادہ کوئی مسرت نہیں ہے۔ خواہش سے بڑھکر کوئی دوسرا مرض نہیں ہے رحم سے بڑہکر کوئی دوسری نیکی نہیں ہے۔

(۱۴) غصہ ہی ملک الموت ہے۔ خواہش ہی ویترنی ندی ہے۔ علم یعنے عقل ہی مقصود و مطلوب کو پورا کرانے والی کام دھینو ہے۔ اور مسرت ہی بہشت ہے۔ بہشت میں جو راحت ہے۔ وہ مسرت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱۵) کمال صورت کو زیب دیتا ہے۔ نیک خصلتی خاندان کو رونق دیتی ہے۔ کامل بننے سے علم کی زینت ہوتی ہے۔ اور دولت کا صرف دولت کو زینت دیتا ہے۔

(۱۶) بے کمال کی خوبصورتی ہیچ ہے۔ بدخلق موجب ننگ

خاندان سے ہے۔ ادھورا علم بیکار ہے۔ اور جو دولت خرچ نہ کیجاوے وہ بے سود ہے۔

(۱۷) پتھر سے نکلے ہوئے پانی کو۔ باعث تحریک کے اُس بادشاہ کو جو رعایا کو آرام سے رکھے۔ اور برہمن کو جو ہمیشہ خوش و قانع ہے پاک سمجھنا چاہیے۔

(۱۸) جو برہمن دولت پیدا کرکے بھی کبھی خوش نہ ہو جو بادشاہ تھوڑی دولت ہاتھ آنے پر خوش ہو بیٹھا وہ اُس کی بیخ کنی۔ اور شادی شدہ عورت جو بے شرم ہو سب گنگنا کر بولتی ہو۔ اُن کی تباہی میں کچھ شک نہ کرنا چاہیے۔

(۱۹) بے علم انسان خواہ کیسے ہی شریف خاندان سے کیوں نہ ہو ہیچ ہے۔ عالم شخص خواہ کیسے ہی ادنی خاندان سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو اُس کی دیوتا بھی تعظیم کرتے ہیں۔

(۳۰) ذی علم آدمی کی ہر جگہہ تعریف ہوتی ہے۔ اور سبکی نظروں میں وہ قابل عظمت سمجھا جاتا ہے۔ نا ممکن الحصول چیز بھی علم کی بدولت حاصل ہوجاتی ہیں۔ غرض ہر جگہہ علم ہی قابل قدر ہے۔ اور اسی سے انسان کی عظمت ہوتی ہے۔

(۳۱) بے علم آدمی کیسا ہی شکیل وجمیل اور جوان رعنا و خاندانی کیوں نہ ہو قابل تعریف نہیں خیال کیا جاتا۔ ایسے شخص کو مثل پلاس کے درخت کے سمجھنا چاہیے کہ پتے ہیں خوشنما پھول بھی ہیں۔ مگر ایک خوشبو کے نہ ہونے سے کوئی اُس کی قدر نہیں کرتا۔

(۳۲) گوشت خوار۔ شراب خوار۔ اور وہ شخص جو ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو یہہ گویا حیوان بصورت انسان ہیں۔ اور دنیا میں ان کا عدم و وجود مساوی ہے۔

(۲۳) یگین کا کرنا بہت اعلیٰ کام ہے۔ مگر اُس میں کھانا نہ کھلایا جائے تو وہ سلطنت کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر منتر نہ پڑھے جائیں تو یگین میں جو ہوم کیا جاتا ہے۔ اُس کی آگ یگین کرنے والے برہمن کو جلا دیتی ہے اور دچھنا نہ دی جائے تو وہ ججمان کو (یعنے جو یگین کراتا ہے اُس کو) خاک کر دیتا ہے۔ مگر وہی یگین قاعدہ کے مطابق کیا جائے تو اُس سے بڑھکر زیادہ بخشنے والی اور کوئی شے نہیں ہے۔

باب نہم

(۱) اگر نجات چاہتے ہو تو خواہشات کو۔ اور اُن اشیا کو چھوڑ دو۔ جن سے خواہشات نفسانی ہیجان میں آتی ہیں۔ تحمل۔ سادگی۔ طہارت اور راستی)۔ اختیار کرو۔ اور حواس و اعضا کو اپنے قابو میں رکھو۔

(۲) جو کمینے ہوتے ہیں وہ دوسروں کے راز کو لوگوں پر افشا کرتے ہیں۔ اور اس سے اپنی تباہی کر لیتے ہیں۔

(۳) خدا نے سونے کو خوشبو۔ نیشکر کو پھل۔ چندن کے درخت کو پھول۔ عالم کو تونگری۔ بادشاہ کو حیات ابدی عطا نہیں کی۔

(۴) کل دواؤں میں دوا گرگل بیل۔ سب راحتوں میں راحت غذا۔ کل اعضا حسی میں آنکھ (جس کے بغیر دوسرے اعضا بیکار رہتے ہیں) تمام جسم میں افضل ہے۔

(۵) جس مقام پر کسی قاصد کا گزر نہیں ہو سکتا۔ جہاں پیام نہیں پہونچ سکتا جس کو پہلے کسی نے بیاں نہیں کیا۔ جس کا کبھی بھی ساتھ نہیں ہو سکتا۔ ایسے آسمان پر رہنے والے ماہتاب و آفتاب کو جو برہمن اچھی طرح اعلیٰ مانتا ہے وہ

لایق کیسے نہ سمجھا جائے گا۔

(۶) طالب علم۔ خدمتی۔ مسافر۔ بھوکا۔ محافظ جان ومال یہہ لوگ اگر سوگئے ہوں۔ تو ان کو جگانا چاہیے۔

(۷) سانپ۔ بادشاہ۔ شیر۔ شہد کی مکھی۔ بچہ۔ غیر کا کتا۔ اور بے وقوف اگر سو بھی گئے ہوں تو ان کو نہ جگانا چاہیے۔

(۸) جن لوگوں نے وید مقدس کو دولت پیدا کرنے کے لیے پڑھا ہو۔ اور جو برہمن ہمیشہ ادنی لوگوں کے ہاتھ کا کھانا کھا کر موٹا تازہ ہوا ہو۔ اُن کی مثال غیر زہریلے سانپ کی سی ہے جس سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۹) جس شخص کے غصہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو۔ اور نہ خوش ہونے سے نفع ہو اور جس کو نہ تو سرفراز کرنے کی قدرت ہو۔ اور نہ ضرر پہونچانیکی طاقت رکھتا ہو ایسا شخص اگر خفا ہو تو کیا کریگا

(۱۰) بے زہر سانپ کو بھی ۔ صرف لوگوں کو خوف کرنیکے لیے اپنے پھن کو پھیلانا چاہیئے ۔ گو زہر نہ رہے مگر نمائش کے لیے وہ خوفناک دیکھہ پڑتا ہے ۔ مگر انسان میں کچھہ بھی علمیت نہ ہوتے ہوئے لوگوں میں بڑی علمیت دیکھانا یہ حماقت کی علامت ہے

(۱۱) لائق لوگوں کا علی الصباح کا وقت بہارت کے اشلوک کے سننے میں گزرتا ہے ۔ جہاں قمار بازی کا ذکر ہے اور دوپہر کا وقت رامائن اور رات کا وقت بھاگوت کے سننے میں صرف ہوتا ہے غرض عقلمند لوگ اپنا کوئی وقت بیکار جانے نہیں دیتے

(۱۲) اپنے ہاتھہ سے گتھایا ہوا ہار پہنا جائے اور اپنے ہاتھ سے گھسا ہوا چندن لیپا جائے ۔ اور اپنے ہاتھہ سے لکھی ہوئی کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو اندر کی بھی دولت چلی جائیگی جب تو اور معمولی لوگوں کی دولت کے چلے جانے میں تعجب ہی کیا ہے

(۱۳) نیشکر اور تل کو جس قدر نچوڑا جائے۔ عورت اور خدمتی کو جس قدر داب میں رکھا جائے۔ زمین پر جس قدر ہل پھیرا جائے۔ سونے کو جس قدر ٹھوکا جائے چندن کو جتنا گھسا جائے۔ پان کو جس قدر چبایا جائے اتنی ہی اُنکی صفت زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔

(۱۴) افلاس ہمت سے کپڑا کم قیمت کا بھی کیوں نہ ہو صاف اور ستھرا رکھنے سے۔ غذا باسی بھی ہو تو گرم گرم کرنے سے۔ اور صورت بد شکل بھی ہو۔ مگر چال چلن اچھا ہو تو وہ زیب دیتی ہے۔

باب دہم

(۱) جس کے پاس دولت زر نہ ہو وہ محتاج نہیں ہے بلکہ جس کے پاس دولت علم نہ ہو۔ وہی محتاج کہا جا سکتا ہے

پس لذت علم سے محتاج نہ رہنا چاہیے۔

(۲) آنکھوں سے نشیب و فراز دیکھکر قدم رکھنا چاہیے کپڑے سے چھان کر پانی پینا چاہیے۔ شاستروں میں جو باتیں اچھی تسلیم کی گئی ہیں۔ انھیں کو بیان کرنا چاہیے۔ نیک و بد امور پر خوب غور کر کے وہی کام کرنا چاہیے جو نیک ہو۔

(۳) جو یہ چاہتا ہے نہ جسم کو کچھ تکلیف ہو۔ اور نہ محنت اٹھانا پڑے اُس کو چاہیے کہ علم سے دست بردار ہو جائے۔ جس کو علم کی خواہش ہو اُس پر لازم ہے آسائش ترک کردے کیونکہ راحت پسند کو علم اور طالب علم کو راحت کہاں میسر ہو سکتی ہے۔

(۴) شاعر علم کے ذریعہ سے سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ عورتیں بآسانی سب کچھ کر سکتی ہیں۔ شراب خوار وہ کونسی

بات ہے جو نہیں کہہ سکتے۔ علیٰ ہذا ایسی کون سی چیز
ہے جس کو کوّا نہ کھاتا ہو۔ وہ نجس و پاک سب ہی چیزوں کو
کھاتا ہے۔

(۵) پرمیشور جب مہربان ہوتا ہے تو مفلس کو بادشاہت
بخش دیتا ہے۔ اور جب وہ ناخوش ہوتا ہے تو بادشاہ کو
مفلس بنا دیتا ہے۔ غرض چشم زدن میں وہ دولت مند کو
تہی دست اور تہی دست کو مالدار بنا سکتا ہے اس لیے کہ
وہ قادر مطلق کہلاتا ہے۔

(۶) حریص محتاج کو۔ بیوقوف ناصح کو۔ فاحشہ عورت شوہر کو
چور مہتاب کو دشمن سمجھتے ہیں۔

(۷) جس شخص میں۔ علم۔ ریاضت۔ خیرات۔ نیک اطوار۔
نیکی اور کمال ان صفتوں سے ایک صفت بھی نہ ہو۔

وہ عالم اجسام میں اس زمین پر مثل ایک بوجھ کے ہے اور ایسے شخص کی زندگی عبث ہے۔

(۸) جس شخص میں کچھہ بھی عقل نہ ہو۔ اس کی کوئی نصیحت موثر نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ملایا چل میں کا بانس چندن نہیں ہوسکتا۔

(۹) جس شخص میں فی نفسہ عقل ہی نہ ہو۔ اس کو کتابیں کیا سکھا سکیں گی جس کو بصارت ہی نہ ہو اُسکے روبرو صاف وشفاف آئینہ کیا کام دے گا یہی حال نالایقوں کا ہے کہ کوئی شاستر یا کوئی علم اُن پر اثر نہیں ڈال سکتا

(۱۰) جس طرح کہ ناپاک عضو سو بار دھونے پر بھی پاک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح بدشخص بھی نیک بنانے سے کبھی نیک نہیں بن سکتا۔

(۱۱) بزرگوں کی بُرائی کرنے سے موت آجاتی ہے۔ دشمن کے ساتھ بُرائی کرنے سے دولت کا نقصان ہوتا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ بُرائی کرنے سے تباہی آجاتی ہے اور برہمن کے ساتھ بُرائی کرنے سے خاندان برباد ہو جاتا ہے۔

(۱۲) جس بن میں کہ مہیب اور مردم خوار درندے رہتے ہوں۔ اُس بن کے درخت کے نیچے کے پھل اور پان کھانا اور وہاں کا پانی پینا اور زمین پر سونا اور گودڑی پہننا اور اُس مقام کو اپنا مسکن بنانا بہتر ہے مگر اپنے بھائی بندوں میں تہی دست رہنا اچھا نہیں۔

(۱۳) برہمن گویا ایک درخت ہے۔ سندھیا اُس کی جڑ ہے۔ اور وید۔ دھرم۔ اور کرم اُس کے پتے ہیں اس لیے جڑ کی حفاظت اچھی کرنی چاہیے (یعنے وقت پر

سندھیا کرنی چاہیئے) اگر جڑ باقی نہ رہے تو ڈالیاں اور پتے
سرسبز نہ رہیں گے۔

(۱۴) لکشمی جس کی ماں ہو۔ یعنے جو اُس کی خدمت
مثل ماں کے بجا لاتا ہو اور بھگوان وشنو جس کا باپ ہو یعنی
جو اُس کو مثل باپ کے پوجتا ہو خدا پرست لوگ جس کے
بھائی بندھوں۔ یعنے جن کو وہ مثل بھائیوں کے مانتا ہو
اُس کو اپنا ملک۔ جو مثل ہر سہ عالم کے ہے چھوڑ کر تیرتھ جاترا
کرنے کے لیئے دوسری جگہہ جانے کی ضرورت نہیں۔

(۱۵) جس طرح ایک درخت پر رنگ برنگ کے پرندے
رہتے ہیں اور صبح اُٹھکر ملکوں ملکوں چلے جاتے ہیں اسی
طرح ایک گھر میں بہت سی جانیں اپنے اپنے اعمال کے
مطابق رہا کرتے ہیں۔ اور بعد میں گردش زمانہ سے وجدا

جدا ہو کر مختلف ملکوں میں جا بستے ہیں۔ یا اُن میں سے کئی ایک مر بھی جاتے ہیں۔ پس اُن کے لیے رنج و غم اور افسوس کرنا عبث ہے۔

(۱۶) جو عقلمند ہے۔ وہی طاقتور ہے۔ جس کو عقل نہیں ہے اس کو طاقت کہاں سے حاصل ہو گی۔ باوجودیکہ شیر ببر جنگل میں مست بنا ہوا رہتا ہے مگر طاقت عقل ہی کے باعث انسان اُس کو مار ڈالتا ہے۔

(۱۷) اگر میں ہمیشہ پرمیشور کے دھیان میں مصروف رہا کروں۔ تو مجھے اپنی زندگی کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہو گی۔ کیونکہ اگر پرمیشور نہ ہوتا تو ماں کی چھاتی میں دودھ کون دیتا۔ پس اے پرمیشور میں تجھی کو یاد کر کے اپنا وقت کاٹتا ہوں۔

(۱۸) اگرچہ علم کا معدن سنسکرت زبان ہی میں ہے تاہم میں دوسری زبان کا بھی خواہشمند ہوں جیسے کہ امرت یعنے آب حیات کے ہوتے ہوئے بھی دیوتاؤں کو حوران بہشت کے لبوں کے بوسہ کی تمنا رہتی ہے۔

(۱۹) چاولوں سے دس گنا بڑھکر گیہوں کے آٹے میں آٹے سے دس گنا بڑھکر دودھ میں اور دودھ سے آٹھ گونہ بڑھکر گوشت میں اور گوشت سے دس گونہ بڑھکر گھی میں طاقت و فائدہ ہے۔

(۲۰) ساگ سے بیماری دودھ سے جسم گھی سے دیریہ (منی) گوشت سے گوشت بڑھتا ہے۔

باب یازدہم

(۱) مقدرت خیرات شیریں کلامی ہمت موقع شناسی

یہہ چاروں صفتیں تعلیم پانے سے حاصل نہیں ہوتیں۔ بلکہ خداداد ہوتی ہیں۔

(۲) جو اپنی جماعت کو چھوڑ کر دوسری جماعت میں جا ملتا ہے وہ آپ ہی نقصان اُٹھاتا ہے جیسے غیر مذہب کے اختیار کرنے سے بادشاہ۔

(۳) ہاتھی باوجود جسیم اور قد آور ہونے کے آنکس کا مطیع ہو جاتا ہے۔ تو کیا آنکس ہاتھی کے برابر ہے؟ چراغ روشن کرنے سے تاریکی کو رفع کر دیتا ہے۔ تو کیا تاریکی چراغ کے برابر ہے؟ ہیروں کے لیے پہاڑ تہ تک کھود ڈالا جاتا ہے۔ تو کیا پہاڑ ہیرے کے برابر ہی ہے؟ نہیں بس جس میں جتنی عظمت و قدرت زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی وہ زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ طاقت وغیرہ کا انحصار صورت

حال پر نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات پر۔

(۴) کلجگ میں دس ہزار برس کے گزرنے پر بعد وشنو پانچہزار برس کے گزرنے پر۔ جاہنوی اڑھائی ہزار برس کے گزر جانے پر۔ گرام دیوتا (یعنی گانوں کے دیوتا مثل ہنومانجی وغیرہ) کا اثر باقی نہ رہے گا۔

(۵) جس کو گھر سے دلبستگی ہوگی اُس کو علم حاصل نہ ہوگا جو ہمیشہ کا گوشت خوار ہو۔ وہ رحم دل نہ ہوگا۔ جو حریص دولت ہوگا وہ کبھی راست باز نہ ہوگا۔ اور جو عیاش ہوگا وہ کبھی طاہر نہ ہوگا۔

(۶) بد آدمی کو کتنی ہی نصیحت کی جاوے وہ نیک نہیں بن سکتا (تمثیلاً) نیم کے درخت پر کتنا ہی دودھ یا امرت چھڑکا جائے اُس میں شیرینی نہ آئے گی۔

(۷) جو شخص کہ کسی کی لیاقت و کمال کو نہیں مانتا۔ وہ ہمیشہ اوس کی مذمت کرتا رہتا ہے اور اُس کا ایسا کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے (تمثیل) جس طرح جنگل کی رہنے والی بھیلنی نادانی سے ہاتھی کے سر میں کے موتی کو چھوڑ کر گھونگچی کو پہنتی ہے۔

(۸) جو شخص کہ کامل ایک سال تک چپ چاپ کھانا کھاتا ہے یعنے کھاتے وقت کسی سے بات نہیں کرتا وہ کروڑوں جگ تک بہشت میں توقیر و عزت پاتا ہے یعنے دیوتا لوگ وہاں اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔

(۹) طالب علم کو چاہیے کہ خواہش نفسانی غصہ حرص اشیائے لذیذ۔ زیبایش۔ کھیل تماشے کو قطعاً ترک کردے اور نیند اور فکر معیشت کو صرف ضرورت شکم پروری و حفاظت

جسم کے موافق کام میں لائے۔

(۱۰) جو برہمن کہ خود رو پھلوں اور جڑوں کو کھا کر ہمیشہ جنگلوں جنگل گشت لگاتا ہو اور ہر روز شرادھ کرتا ہو۔ وہ رشی کہلاتا ہے۔

(۱۱) جو برہمن کہ ذیل کے چھہ کرموں میں مشغول رہے یعنے ایک وقت کھانا کھا کر خوش رہے۔ خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔ اور یگین کرے۔ اور کرائے۔ اور خیرات دے اور لے۔ اور رتو کے زمانہ میں اپنے عورت کے ساتھ ہم بستر ہو۔ اُسی کو (دوج) برہمن کہنا چاہیے۔

(۱۲) جو برہمن کہ سنسار کے کرموں میں مشغول رہے جانوروں کی پرورش کرے۔ بنیائی اور کاشتکاری

کیا کرے وہ ویشیہ کہلاتا ہے

(۱۳) جو برہمن کہ لاکھ وغیرہ اشیا۔ اور تیل۔ تل شہد گھی۔ شراب۔ اشیاء نشیمی۔ وگوشت کی تجارت کرے۔ وہ شودر کہلاتا ہے۔

(۱۴) جو شخص کہ دوسرے کے کاموں کو بگاڑنے والا۔ نمایش پسند۔ خودغرض۔ کینہ باز۔ ریاکار ہو۔ اُس کو گربہ خصلت سمجھنا چاہیے۔

(۱۵) جو برہمن کہ کنواں۔ باؤلی۔ تالاب۔ باغ۔ اور دیول کے خراب و مسمار کرنے میں پس و پیش نہ کرے۔ اُس کو کمینہ اور اسفل درجہ کا برہمن سمجھنا چاہیئے۔

(۱۶) جو برہمن کہ دیوتاؤں کا زیور۔ اور استاد وغیرہ کی دولت غصب کرے اور غیر عورت کی بے عزتی کرے۔ جانداروں کی

پرواہ نہ کرکے اپنی گزراوقات کرے اُس کو چنڈال سمجھنا چاہیئے۔

(۱۷) مخیر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی دولت محتاجوں کو دیا کریں۔ ہرگز اُس کو جمع نہ رکھیں۔ راجہ بلی اور وکرم کی طرح جو لوگ دولت کو جمع نہ کرکے اس کو خیرات ہی کے کاموں میں صرف کرتے ہیں اُن کا نام ابدالاباد تک روشن رہتا ہے جو شہد کہ عرصہ تک جمع رہنے دیا جاتا ہے اور خیرات یا دوسری ضرورتوں میں صرف نہیں کیا جاتا ہے دیکھو وہ کس طرح خراب ہوجاتا ہے۔

باب دوازدہم

(۱) اس دنیا دار آدمی پر آفرین ہے۔ جس کا گھر اس عالم میں ہمیشہ مسرت افزا ہو۔ جس کے لڑکے لایق ہوں۔

جس کی عورت شیریں کلام ہو۔ اور جس کی دولت اُس کی ہر خواہش کی پوری کرنے والی ہو۔ جو اپنی عورت کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ جس کے خدمتی بالکل فرماں بردار ہوں جس کے ہاں ہر روز بھوکوں کی خاطر مدارات کی جاتی ہو۔ اور باوجود ہمیشہ شیریں و لطیف غذائیں میسر ہونیکے فقیروں اور محتاجوں کی خدمت بجا لاتا ہو۔

(۲) جو شخص عقیدتمندی کے ساتھ مفلس برہمن کی مدد کرتا ہے۔ اُس کو اُس کا اجر ہزار گونہ ملتا ہے۔

(۳) جو لوگ رشتہ داروں کی خبرداری۔ غیروں پر عنایت بد لوگوں کے ساتھ سختی۔ سادھوؤں سے محبت۔ ظالموں کے ساتھ غرور۔ عالموں کے ساتھ حسن سلوک۔ دشمن کے ساتھ جوانمردی۔ استاد یا مرشد سے عقیدت۔ عورتوں سے

خبردار رہتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں اعلیٰ درجہ پاتے ہیں۔

(۴) جس شخص کے ہاتھوں نے کبھی خیرات نہ دی ہو۔ جس کے کانوں نے کبھی شاستر وغیرہ نیک باتیں نہ سنی ہوں جس کی آنکھوں نے کبھی کسی سادھو یا مہاتما رسیدہ کی زیارت نہ کی ہو۔ جس کے پاؤں نے کبھی تیرتھ یاترا کے لیے حرکت نہ کی ہو۔ جس نے ظلم و جبر سے دولت پیدا کر کے اُس پر زندگی بسر کی ہو۔ اور جس کا سر غرور کے مارے کبھی نہ جھکا ہو۔ اُس سے فی الفور قطع تعلق کرنا چاہیے۔ اور ناجائز طور پر کمائی ہوئی دولت سے پرہیز رکھنا چاہیے۔ جو شخص اس ہدایت پر عمل نہیں کرے گا اُسے نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(۵) جو شخص مہاراج سری کرشن چندر سے عقیدت

نہیں رکھتا۔ جو اُن کے اوصاف کو نہیں پڑھتا اور
نہیں سنتا۔ ان لوگوں کے حق میں مردنگ سے دہگ
دہگ (یعنے تف تف) کی آواز نکلتی ہے۔

(۶) اگر بانس کے درخت کو پتے نہ ہوں تو موسم بہار
(بسنت) کا کیا قصور۔ اگر چمگاڈر آفتاب کی روشنی نہ
دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور۔ باران رحمت کا پانی
چاتک پرندہ (پپیہا) کے منہ مین نہ پڑے تو ابر کا کیا قصور۔
پس کاتب تقدیر نے جو کچھہ قسمت میں لکھدیا ہے۔ اسکے
خلاف کرنے کی مجال کسی کو نہیں ہے۔ پس ہر ایک کو اپنے
اعمال کی سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے۔

(۷) بد آدمیوں ہیں باخدا لوگوں کی صحبت سے
خداترسی پیدا ہوتی ہے۔ مگر باخدا لوگوں پر بد آدمیوں کی

صحبت کچھ اثر نہیں کرتی۔ جیسے پھول اگر زمین پر گریں تو اُس کی خوشبو مٹی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن مٹی کی بو کا اثر پھول میں نہیں ہوتا۔ یعنی جو لوگ کہ نیک ہوتے ہیں۔ وہ بدوں کی صحبت سے اپنی خاصیت کو ترک نہیں کرتے۔

(۸) نیک شخصوں کا دیدار موجب برکت ہے کیونکہ وہ سرتاپا برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ اگرچہ مقامات متبرک کی زیارت موجب ثواب ضرور ہے لیکن نیک و باخدا لوگوں کی صحبت کا فیض فوری طور پر حاصل ہوتا ہے۔

(۹) کسی مسافر نے ایک برہمن (خدا رسیدہ یا خدا شناس) شخص سے پوچھا کہ اے برہمن بتا کہ اس شہر میں بڑا کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا

تاڑ کا درخت ہے۔ پھر پوچھا کہ تخیر کون ہے جواب دیا کہ دھوبی۔ جو علی الصباح کپڑے لیجاتا ہے اور شام کو لے آتا ہے۔ پھر دریافت کیا کہ اس شہر میں بہادر کون ہے؟ تو کہا کہ یہاں کے سب آدمی۔ کیونکہ دوسرونکی دولت کو جبراً لینے اور عورتوں کی حرمت لگاڑنے میں بہت دلیر ہیں۔ اس قسم کے جوابات کو سُن کر مسافر نے پوچھا کہ جس شہر کی ایسی حالت ہے تو اُس میں کیسے سلامت رہا؟ اُس نے جواب دیا کہ جس طرح کہ زہر میں کا کیڑا زہر میں زندہ رہتا ہے۔ اسی طرح میں بھی یہاں اپنی زندگی بسر کیا کرتا ہوں۔

(۱۰) جہاں برہمنوں کے چرنوں (پاؤں) کے دھوئے ہوئے پانی کی قدر نہ ہو۔ جہاں وید و شاستر نہ پڑھا جاتا ہو

بزرگوں کی فاتحہ (سرادھ ترپت وغیرہ) اور فرائیض
مذہبی مثل یگیہ - یتنو دہ (فاتحہ) دیش دیو وغیرہ اور
نہ ہوتے ہوں اُس گھر کو شمشان (قبرستان) کے برابر
سمجھنا چاہیے۔

(۱۱) ایک دنیا دار آدمی کسی عالم سے (جس کو وہ
سمجھتا ہے کہ اپنے ہی برابر عالم ہے) پوچھتا ہے کہ دنیا میں
تیرے ماں باپ وغیرہ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیتا ہے
کہ راستی میری ماں ہے۔ علم (یعنی علم اللہ) میرا باپ ہے
نیکی میرا بھائی ہے۔ رحم میری بہن ہے۔ اطمینان (شانتی)
میری بی بی ہے۔ اور عفو میرا لڑکا ہے۔ پس یہ میرے
تعلقات ہیں۔

(۱۲) اے شخص؟ تو جو اس عالم میں آکر لاعلمی کے

باعث روح کے سہارے کے واسطے جسم کو ہمیشہ زندہ رہنے والا سمجھتا ہے؟ یقین مان کہ وقت اور دولت و حشمت وغیرہ کل چیزیں عارضی ہیں۔ اور صحت چند روزہ گھڑی ہے اُس کا خیال رکھو اور ایسے ہی کام کئے جاؤ جو دنیا میں موجب نیکنامی۔ اور عاقبت میں راحت بخش ثابت ہوں۔

(۱۳) ارجن مہری کرشن جی سے کہتا ہے کہ اے کرشن جی برہمن لوگ دعوت کے آنے سے (یعنے غیروں کے ہاں کھانا کھانے سے) گائے نیا چارہ میسر آنے سے اور عورتیں مردوں سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر مجھ کو جنگ سے مسرت ہوتی ہے۔

(۱۴) جو شخص کہ غیر کے عورتوں کو مثل ماں کے اور

عبر کی دولت کو شل مٹی کے کل جانداروں کو مثل اپنی جان کے سمجھتا ہے۔ وہی شخص قابل آفرین ہے۔ اور جس کی نظر اس کے برعکس ہو وہ عالم بھی ہو تو مثل اندھے کے ہے

(۱۵) اے مری رامچندرجی مہاراج! تو نیک کاموں کا شایق۔ زبان سے شیریں کلام کرنے والا۔ خیرات کرنے پرستدر۔ دوستوں پر مہربان۔ مرشد کے ساتھ چلنے والا متحمل مزاج۔ چال چلن کا سیدھا سادھا۔ باکمال لوگوں کا قدرداں۔ شاستروں کا جاننے والا۔ یعنے شاستروں کے احکام کے موافق عمل کرنے والا صورت کا حسین۔ شیوجی کا مدح گانے والا۔ اگر تیری سی یہ تمام صفتیں ایک انسان میں جمع ہو جائیں تو وہ تیرے مساوی

ہو سکتا ہے۔

(۱۶) کلپ ورکش اگرچہ من مانے خواہش کا پورا کرنے والا ہے۔ مگر لکڑی کی شکل میں ہے۔ میرو جو سونے کا (بہت) پہاڑ ہے۔ اگرچہ سب پہاڑوں میں اعلیٰ ہے مگر غیر متحرک۔ چنتامنی۔ اگرچہ سب جواہرات میں اعلیٰ ہے مگر پھر بھی پتھر ہے۔ آفتاب کی روشنی اگرچہ ہر جگہہ کو منور کرتی ہے مگر اُس کی کرنیں بہت تیز ہیں۔ ماہتاب اگرچہ خنک اور تسکین بخش ہے پر اس کا نور ہر مہینہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے سمندر اگرچہ بے پایاں ہے۔ مگر کھارا ہے۔ خواہش نفسانی اگرچہ خوش اور بھلی معلوم ہوتی ہے۔ مگر غیر جسم ہے۔ راجہ بلی گو بڑا مخیر تھا۔ مگر اسکی نندی (بیل) بڑا طاقتور ہوتا ہے۔ مگر چلنے پھرنے میں

جیسا چاہیے ویسا چھرتیلا نہیں ہوتا۔ غرض مرحوم الصدر چیزوں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں نقص موجود نہ ہو۔

پس اے رامچندر جی؟ مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی۔ جس سے میں تجھے تشبیہ دے سکوں۔ اور دُنیا میں کوئی ایسی شئے ہے جو تیری برابری کر سکے۔

(۱۷) سفر میں رفیق علم ہے کیونکہ وہ دولت کی طرح فایدہ دیتا ہے گھر میں رفیق عورت ہے مریض کی رفیق دوا ہے۔ جو مر گیا ہو اُس کے ساتھ دوسرے عالم میں رفاقت کرنے والی نیکی کے سیوائے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۸) کس شخص کے ساتھ کیسے پیش آنا۔ یہہ بات

رئیس زادوں سے سیکھنی چاہیے کیونکہ اُن کو بچپن ہی سے اس کی تعلیم ہوتی ہے۔ اچھی گفتگو عالموں سے طریقہ دروغگوئی قمار بازوں سے طریقہ مکر و فریب فاحشہ عورتوں سے سیکھنا چاہیے۔

(۱۹) آمدنی کے مقابلہ میں خرچ زیادہ کرنے والا۔ اور بے بس اور بے وسیلہ شخصوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے والا۔ اور ہر قوم کی عورت کے ساتھ خط نفسانی اُٹھانے کے لیے بے چین رہنے والا شخص بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے

(۲۰) عقلمند آدمی اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ ہمکو رزق کیونکر ملے گا۔ بلکہ وہ ہمیشہ فکر میں رہتے ہیں کہ جس پرمیشور نے اپنی عنایت سے ہمکو انسان پیدا کیا ہے۔ اس کو ہم کس طرح خوش کر سکینگے۔

رزق تو انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اتارا گیا ہے اس لیے اس کی فکر کرنا بے سود ہے۔

(۲۱) جو شخص کہ اناج اور دولت کے پیدا کرنے کی تدبیروں میں تحصیل علم میں کمانے کی جگہہ اور کاروبار میں شرم و حیا کو بالائے طاق رکھے گا وہ خوش رہے گا۔

(۲۲) جس طرح کہ ایک ایک قطرہ کے بتدریج جمع ہو جانے سے گھڑا بھر جاتا ہے کل علوم اور نیکی اور دولت کی تکمیل بھی اُسی طرح کرنی چاہیے کوئی کام وقت واحد میں پورا نہیں ہوتا۔

(۲۳) جو ظالم ہے وہ مرنے تک بھی ظالم رہتا ہے اُس کا ظلم نہیں جاتا۔ (تمثیل) اندراین کا پھل خواہ کیسا ہی خوشنما اور پختہ کیوں نہ ہو وہ شیریں نہیں ہو سکتا۔

پس فطرت جو ایکبار بن گئی (خواہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے) بدل نہیں سکتی

باب سیزدہم

(۱) اگر انسان نیک زندگی کے ساتھ ایک پل بھی زندہ رہا تو اُس کی اتنے ہی عرصہ کی حیات اعلیٰ و افضل ہے مگر جو شخص کہ اپنے اعمال اور کمینہ افعال سے خلایق کو تباہ کرتا ہوا ایک کالپ (یعنے چار ارب تیس کروڑ برس) ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ تک بھی زندہ رہے تو اُس کی زندگی عبث ہے

(۲) کسی چیز کے تلف یا ضایع ہو جانے پر۔ اس کا رنج نہ کرنا چاہیے اور نہ آیندہ حاصل ہونے والی چیز کے لئے فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ عالم لوگ جس وقت جو میسر آتا ہے اُسی پر قانع رہتے ہیں۔ اور اُسی کو موجب راحت مانتے ہیں۔

(۳) دیوتا۔ نیک آدمی۔ اور باپ یہ تینوں۔ انسان کی نیک روشی سے ۔ مقوم۔ طہارت و تعظیم سے ۔ علما رراست گفتاری سے خوش ہوتے ہیں۔

(۴) انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اُسی وقت اُس کی پیشانی پر لکھدیا جاتا ہے کہ اُس کی حیات کسقدر ہے۔ وہ کیسے اعمال کرے گا۔ دولت کتنی ملیگی۔ علم کتنا پڑھے گا۔ اور رشتہ حیات کب ٹوٹے گا۔ اور پھر اُس نوشتہ تقدیر کے موافق ہی ہوکر رہتا ہے۔

(۵) نیک لوگوں کے حالات بھی کچھہ عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس لچھمی کی خواہش برہما وغیرہ کیا کرتے ہیں۔ نیک دیا خدا لوگ تن کے برابر بھی اُس کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب وہ مل جاتی ہے تو اُس سے ان میں

عجز وانکسار پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

(۶) کل تکلیفوں کی جڑ محبت اور دلبستگی ہے جو اسکو ترک کر دے گا خوش رہے گا۔

(۷) جو شخص کہ مصائب و تکلیف آیندہ کا خوف کر کے پہلے ہی سے اُس کے دفعیہ کی فکر کرتا ہے۔ وہ اور جو شخص کہ اُن کا خوف پیدا ہوتے ہی معًا اپنے عقل کی رسائی سے ان کے دفعیہ کی تدبیر کرتا ہے وہ۔ یہہ دونوں آرام سے رہتے ہیں مگر جو اپنے قسمت پر ہی تکیہ کر کے کچھہ بھی فکر و تدبیر نہیں کرتا وہ نقصان اٹھاتا ہے۔

(۸) اگر بادشاہ مذہب کا پابند رہے تو رعایا بھی پابند مذہب رہتی ہے اگر وہ دہریت اختیار کرتا ہے تو

رعایا بھی ویسی ہی بن جاتی ہے غرض جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعایا بھی ہوتی ہے۔

(۹) ایک عالم کا قول ہے کہ جو شخص کبھی کوئی نیک کام نہیں کرتا۔ وہ زندہ رہنے پر بھی مثل مردہ کے ہے اور جو شخص ہمیشہ نیک کام کرتا ہے۔ وہ مر جانے پر بھی زندہ رہتا ہے اُس کی وجہہ یہہ ہے کہ جب تک اُس کی نیکی کی شہرت باقی رہتی ہے۔ تب تک اُس کا نام زندہ رہتا ہے۔

(۱۰) دہرم (نیکی) ارتھ (دولت) کام (خواہش) موکش (نجات) ان میں سے ایک صفت بھی جس شخص میں نہ ہو۔ اُس کا دنیا میں رہنا ہیچ ہے۔

(۱۱) کمینہ لوگ دوسروں کو شادکام و بامراد دیکھکر

آتش رشک سے سوزاں ہو کر اُن کی برابری کی خواہش کرتے ہیں۔ اور قدرت نہ رکھنے کے باعث اُنکی ہجو کرتے پھرتے ہیں۔

(۱۲) جو دل کہ ہمیشہ تکمیل خواہشات نفسانی کی جانب رغبت دلاتا ہے اگر اُس سے حذر اختیار کیا جائے۔ تو وہی دل باعث نجات ہوگا۔ غرض فی الحقیقت دل ہی باعث قید و نجات ہے۔

(۱۳) جب عقل سے انسان کی خودی فنا ہو جاتی ہے۔ تو اُس کا دل جہاں جہاں جاتا ہے۔ وہاں اُسکو سمادہی سمادہی (یعنے مراقبہ) کا لطف ملتا ہے

(۱۴) راحت جو سب لوگوں کو عزیز ہے وہ ہر جگہہ اور ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ راحت کلی کا حاصل

ہونا قسمت پر منحصر ہے۔ وہ اُس کو حاصل ہوگی جس کی قسمت میں لکھی گئی ہے اوروں کو نہیں غرض حصول مسرت اصلی ہی گویا راحت دوام ہے۔

(۱۵) ہزارہا گابوں کے ایک جگہہ جمع رہنے پر بھی بچھڑا اپنی ہی ماں کے نزدیک جاتا ہے ایسا ہی جو جیسا کرم (عمل) کرتا ہے اُسی کا پھل اُس کو ملتا ہے۔

(۱۶) جس کا کرم (عمل) بیقاعدہ ہوگا یعنے جیسا چاہیے ویسا نہ ہوگا اُس کو نہ تو آبادی میں آرام نصیب ہوگا نہ جنگل میں کیونکہ آبادی میں تعلقات اور جنگل میں بے تعلقی اُس کو جلاتی رہے گی غرض بیقاعدہ عمل کرنے والے کو کسی جگہہ آرام نہیں مل سکتا۔

(۱۷) جس طرح زمیں کھودنے والے کو زمیں کی تہہ کا پانی

میسر آتا ہے اسی طرح خدمت کرنے والے طالب علم کو اُستاد کے پاس کا علم حاصل ہوتا ہے

(۱۸) ہر شخص کو اُس کے گزشتہ اعمال کے لحاظ سے پھل ملتا ہے اس لیے جو لوگ کہ عقلمند ہیں وہ سوچ سمجھ کر اچھے کام کرتے ہیں

(۱۹) لائق لوگوں کو چاہیے کہ جو عورت اور دولت اور رزق اُن کو میسر ہو اُسی پر قانع اور خوش رہیں۔ مگر مطالعہ عبادت۔ اور خیرات پر کبھی قانع نہ رہیں جہاں تک ممکن ہو انھیں کرتے رہیں۔

(۲۰) جس نے ایک ہی لفظ سکھایا ہو اُس کو ایک معمولی اُستاد خیال کر کے اس کی تعظیم جو شخص نہ کرے گا وہ صدہا مرتبہ کتّوں کے قالب میں پیدا ہو کر آیندہ بھی ہمیشہ چنڈال کے شکم سے پیدا ہوتا رہے گا۔

(۲۱) یہہ سچ ہے کہ یہہ تو پربت غیر متحرک ہے۔ مگر وہ میگھ کے گزر جانے پر حرکت کرتا ہے۔ علی ہذا سمندر بھی کلپ کے گزرنے پر حرکت کرتا ہے مگر خدا رسیدہ لوگ اپنے قول سے نہیں ٹلتے۔

باب چہاردہم

(۱) غذا۔ پانی۔ شیریں کلامی۔ یہی تین بے بہا جواہر دنیا میں ہیں۔ مگر بے وقوف ہیں وہ لوگ جو ان کو چھوڑ پتھر کے ٹکڑوں کو جواہر سمجھتے ہیں۔

(۲) گناہ ایک درخت ہے۔ افلاس۔ حرص۔ درد و رنج۔ تکلیف و مصیبت اُس کے پھل ہیں جو اسی قالب میں انسان کو حاصل ہوتے ہیں اور ان ہی کے ٹھونکنے چکھنے کے لیے شربت اجل پینا پڑتا ہے۔

(۳) دولت۔ عورت۔ دوست۔ اور سلطنت یہہ چیزیں نیست ونابود ہو جانے کے بعد بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر ان چیزوں کا حاصل کرنے والا جو جسم ہے وہ فنا ہو جانے کے بعد ملے یا نہ ملے اس کا اعتبار نہیں کیونکہ نر دیہہ (یعنے قالب انسانی) میں پیدا ہونا محال ہے۔ اس لیے بڑی خبرداری سے اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(۴) جماعت کثیر یکدل ہو جائے تو وہ دشمن کو فتح کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

(۵) پانی میں تیل بیوقوفوں میں راز کی بات محتاجوں کو دی ہوئی خیرات۔ عاقلوں کو پڑھایا ہوا علم۔ یہہ چیزیں تھوڑی بھی ہوں تو بھی اصلی جوہر خود بخود ان کو وسیع ومشتہر کر دیتا ہے۔

(۶) شناستر کے سننے وقت۔ مرگھٹ پر اور حالت مرض میں۔ جو نیک خیالات لوگوں کو پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اگر ہمیشہ اُن میں قایم رہیں تو دنیا میں ایسا شخص کون ہوگا۔ جو تکلیف دہندی سے نجات نہ پاوے۔

(۷) جو عقل کہ بُرا کام کرکے پچھتانے والے کو بعد میں آتی ہے وہ عقل اگر پہلے ہی سے رہتی تو کوئی شخص نقصان کیوں اُٹھاتا۔

(۸) اگر کوئی شخص بے انتہا مخیر۔ یا بہت بڑا عابد یا جوانمرد یا علم و فضل میں ممتاز یا بہت ہی منکسر المزاج یا اعلیٰ درجہ کا خلیق ہو تو اُس کے یہ اوصاف دیکھکر کسی کو متعجب نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب قدرت کے خزانہ میں ایک سے ایک انمول جواہر بھرے پڑے ہیں تو تعجب کس بات کا۔

(۹) جو شخص کہ محبت یا تعلق کی وجہ سے ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے اسکے نسبت سمجھنا چاہیے کہ وہ دور رہنے پر بھی اُس کے قریب ہے جو اُس کو یاد کرتا ہے۔ اور جو کبھی یاد نہیں کیا جاتا اُس کو قریب رہنے پر بھی دور ہی جاننا چاہیے

(۱۰) اگر کوئی شخص کسی سے اپنی بہبودی و بہتری چاہتا ہو تو اُسکو چاہیے کہ وہ اُس سے ہمیشہ میٹھی بات کرکے اُس کو اپنا مہربان بنائے جس طرح شکاری اپنے شکار (ہرن) کو اپنے قبضہ میں لانے کے لئے پہلے میٹھی باتوں اور خوش الحانی سے اُس کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور پھر اپنا کام نکال لے جاتا ہے۔

(۱۱) راجہ۔ آگ۔ اُستاد۔ اور عورت کی خدمت۔ اُن کے قریب رہکر کی جائے تو نقصان پہونچاتے ہیں۔

اگر ان سے بالکل ہی دور رہیے تو ان سے فایدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کی خدمت حدِاعتدال پر ہی رہکر کی جائے تو فایدہ بخش ہے۔

(۱۲) آگ۔ مستورات۔ بیوقوف۔ سانپ۔ اور بادشاہ کے ساتھ برتاؤ ہمیشہ بہت تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے۔ اگر بیوقوفی کے ساتھ کیا جائیگا تو ان کے عذاب جان ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے ان کے پاس کبھی بیخوفی سے نہ رہنا چاہیے۔

(۱۳) جامع الکمال شخص قلیل العمر بھی ہو تو اوس کو طویل العمر سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ اُس کے کمال کی شہرت بہت دنوں تک لوگوں میں رہتی ہے۔ علی ہذا ہمیشہ نیکی کرنے والا شخص مرجانے پر بھی زندہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ مگر جو بیکمال ہو اور سخی نہ ہو یعنے جس میں نہ کوئی صفت ہو اور نہ کبھی کوئی نیک کام کرتا ہو

اُس کو زندہ رہتے پر بھی مُردوں میں شمار کرنا چاہیے۔

(۱۴) اے شخص اگر تو چاہتا ہے کہ ایک ہی عمل سے کل دنیا کو اپنا گرویدہ بنا لے تو تجھکو چاہیے کہ اول دس اندریوں (اعضاؤں) کو۔ اور الفاظ وغیرہ پانچوں وشیوں (حواس خمسہ) کو اور نیز دل کو جو اُس کے آگے جانے والا ہے پہلے چھوڑ دے۔ پھر سب دُنیا تیرے قابو میں آجائیگی۔

(۱۵) جس موقع پر جو ذکر مجلس میں چھڑے اوس موقع کے مطابق یا محل گفتگو کرنا۔ اور علماء کو جو بات مرغوب ہو۔ اُس کو عمل میں لانا اور موقع کے مطابق اپنی قدرت کے لحاظ سے غصہ کو کام میں لانا۔ ان امور کو جو شخص جانتا ہو وہی عقلمند سمجھا جاتا ہے۔

(۱۶) جسم گو ایک ہی شے ہے لیکن عقل اور خصلت کے

لحاظ سے وہ جُدا جُدا نظر سے دیکھا جاتا ہے - مثلاً جو لوگ
کہ یوگی ہیں وہ اس جسم کو حقیر اور فانی سمجھتے ہیں - اور جو عیاش
ہیں وہ اس کی خوبصورتی وغیرہ پر محو ہوتے ہیں - اور کتے
اُس کو گوشت کا لوتھڑا سمجھتے ہیں

(۷ ا) عقلمند آدمی کو چاہیے کہ مجرب دوا - نیکی - گھر کے عیب
مجامعت - کھائی ہوئی باسی غذا - اور سُنی ہوئی نا ملایم گفتگو
کو افشا نہ کرے -

(۸ ا) جسطرح انسان کو اُس وقت تک چپ رہنا چاہیے
جب تک کہ وہ دوسروں کو اپنی خوش کلامی سے محفوظ نکر سکے
اُسی طرح اُس کو چاہیے کہ وہ کسی کام کا اُس وقت تک افشا
نہ کرے جب تک کہ وہ اوس کو پورا نہ کر چکے - کیونکہ اگر وہ اُس کو
پورا نہ کر سکے گا تو مخلوق کے سامنے اُسے شرمندہ ہونا پڑے گا

(۲۲) نیکی۔ دولت۔ اناج۔ مرشد۔ کی ہدایت اور دوا رکا استعمال حتی الامکان نہایت عمدگی اور احتیاط سے کرنا چاہیے ان میں احتیاط نہ رکھنے کی حالت میں نقصان اُٹھانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) ایک شخص نے بنظر ترحم ایک ایسے شخص کو جسے دنیا میں انہماک تھا یہہ نصیحت کی تھی۔ کہ بھائی بدوں کی صحبت چھوڑ۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر۔ شبانہ روز نیکی کیئے جا۔ اور جسم کو فانی سمجھکر خدا کی یاد کر۔ اگر تو نہیں کریگا تو عذاب دنیا سے نجات نہ پائے گا۔

باب پانزدہم

(۱) جس کا دل پرمیشور کی دیا سے تمام ذی روح پر مہربان ہو۔ اُسے علم یا نجات یا سر پر جٹا رکھنے یا بھبوت ملنے کی ضرورت ہی

کیا ہے۔ پس خدا کے ملنے کا سب سے اہم اور اعلیٰ ذریعہ یہہ ہے کہ کل جانداروں پر رحم کیا جائے۔

(۲) جس اوستاد نے اپنے شاگرد کو ایک ہی لفظ کیوں نہ پڑھایا ہو اس کے احسان کا بدلہ اُتارنے کے لیے دنیا میں کوئی دولت نہیں ہے۔

(۳) بد آدمی اور کانٹے کی تکلیف سے بچنے کی تدبیر اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہے کہ یا تو اُن کا منھہ توڑا جائے یا اُن سے دور رہا جائے۔

(۴) میلے کپڑے پہننے والا۔ دانتوں کو میل کچیل رکھنے والا۔ پُر خور۔ دُرشت کلامی کرنے والا۔ دن نکلنے اور دن چھپنے کے وقت لیٹے تا لیٹے رہنے والا خواہ وشنو بھگوان ہی کا مرتبہ کیوں نہ رکھتے ہوں تب بھی لچھمی جی اُن کو چھوڑ دیتی ہے

(۵) مفلس کو اُس کے دوست۔ عورت۔ خادم۔ اور خویش و اقارب سب ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اُس کے تونگر ہونے کے ساتھ ہی یہہ سب کے سب پھر اُس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ غرض سب کو دولت ہی عزیز ہوتی ہے

(۶) انسان کے پاس ناجائز وسائل سے پیدا کی ہوئی دولت صرف دس سال تک رہتی ہے۔ گیارھویں سال کے آغاز سے ہی یہہ اوس کی نیک کمائی کو بھی لیکر اڑ جاتی ہے اس لیے انسان کو لازم ہے کہ دولت جائز طریقہ سے پیدا کرے۔

(۷) ذی مقدرت آدمی خواہ کیسے ہی بُرے کام کیوں نہ کریں وہ اچھے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ اُن پر حرف گیری کرنے کی کسی کو جرات ہی نہیں ہوتی۔ بخلاف اس کے اگر

کوئی معمولی شخص کسی بڑے کام کا مرتکب ہوتا ہے تو چونکہ
ہر شخص کو اُس پر نکتہ چینی کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس لیے
اُس کے اس فعل کو معیوب خیال کیا جاتا ہے (تمثیل) امر کے
پینا اگرچہ اچھا ہے مگر راہو چونکہ بد تھا۔ اس لیے یہ اس کے
حق میں مضر ثابت ہوا۔ ایسے ہی زہر نوشی اگرچہ بُری ہے۔
لیکن مہادیو کے لئے وہ اس لیے مفید ہوئی کہ اُن میں قدرت تحمل تھی
(۸) وہی غذا غذا کہلانے کی مستحق ہے جو محتاجوں کو
کھلانے کے بعد کھائی جائے۔ محبت وہی ہے جو غیروں
کے ساتھ کی جائے۔ کیونکہ اولاد وغیرہ کی محبت تو فطرتاً
جانوروں میں بھی ہوا کرتی ہے۔ نیک وہی ہے جس سے
گناہ سرزد نہ ہوں نیکی وہی ہے جو بلا نمائش کی جائے
لوگوں کو دکھلانے کے لئے خواہ کتنی ہی بڑی نیکی کیوں

نہ کی جائے۔ تب بھی وہ نیکی نہیں کہلا سکتی

(۹) اگر نادانی سے یا بیکھو نہ ہونیکی وجہہ سے ہیرے اور جواہرات پاؤں میں روندے جائیں۔ اور کانچ کے ٹکڑے سر کے زیورات میں جوڑے جائیں تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کانچ کے ٹکڑوں کی قدر ہیروں سے بڑکر ہے کیونکہ جس وقت جوہری اُن کو پرکھے گا۔ اُس وقت کانچ بالکل بے حقیقت ہوجائے گا۔ اور اُس کے مقابلہ میں ہیرے جواہرات ہی قابل قدر ثابت ہوں گے۔

(۱۰) انسان اگر کل علوم کی تحصیل کرنا چاہے تو یہہ ناممکن ہے۔ کیونکہ علوم کا دریا ناپیدا کنار۔ اور علوم کی تعداد کثیر۔ اور مدت حیات قلیل۔ اور اُس میں بھی

رکھنے بہت۔ پس جو علوم بمنزلہ اصل اصول کے تسلیم کیے گئے ہیں۔ انھیں کو حاصل کرنا فرض معدلت ہے۔

(۱۱) جو شخص دُور دراز مقام سے آیا ہو۔ جو راستہ چلتا ہوا تھک گیا ہو۔ اور بھوکا آدمی عین کھانے کے وقت بلا کسی غرض کے گھر پر آیا ہو تو ایسے لوگوں کی مہمان نوازی کرنی چاہیے۔ اگر کوئی آدمی ان سے اچھی بات نہ کرے۔ اور ان کو کھلائے بغیر آپ کھانا کھائے تو اُس کو کمینہ کہنا چاہیے۔

(۱۲) جو لوگ کہ چار دن ویدا اور دھرم وغیرہ کے کل شاستروں کو پڑھتے ہیں اور روح اور ایشور کو نہیں جانتے۔ اُن کی کیفیت مثل باورچی کے چمچہ کے ہے جس سے کل لذیذ غذائیں نکالی جاتی ہیں مگر وہ خود

کسی شے کی لذت نہیں جانتا۔

(۱۳) جس طرح کہ کشتی آدمی کو دریا سے پار کر دیتی ہے اسی طرح باخدا اس کو اس بحر عالم سے عبور کر سکتے ہیں۔ پس جو آدمی کہ برہمنوں کے ساتھ خاکساری سے پیش آتا ہے وہ اُس کو پار کر دیتے ہیں۔ اور جو اِن سے غرور کرتے ہیں وہ ڈوب جاتے ہیں۔

(۱۴) دیکھو۔ چاند جو بالکل امرت کا معدن ہے۔ اور کل دواؤں کا زندہ رکھنے والا ہے۔ اور جس کا جسم سرا امرت سے بھرا ہوا اور پُرنور ہے۔ وہ باوجود اس قدر عظمت و قدرت رکھنے کے سورج کی قربت پانے سے بے نور ہو جاتا ہے۔ جب چاند کا یہہ حال ہے تو معمولی لوگوں کی بے وقعتی، دوسروں کے گھر جانے سے کیسی نہ ہوگی؟

ضرور ہو گی۔

(۱۵) جب تک کر کنول کے پھول میں شیریں رس رہتا ہے اُس وقت تک بھونرہ اس کے پھولوں کا رس چوستا کاہل کی طرح پڑا رہتا ہے۔ جب بد قسمتی سے اُسے غیر ملکوں میں پھرنا پڑتا ہے۔ تو یہہ پھول کو بھی غنیمت سمجھنے لگتا ہے۔

(۱۶) وشنو بھگوان نے لچھمی سے سوال کیا کہ اے لچھمی! برہمنوں کے گھر میں تیرے نہ رہنے کی وجہہ کیا ہے! اُس نے جواب دیا کہ اے میرے مالک۔ اس کے مختلف وجوہ ہیں اول یہہ کہ اگستی برہمن نے غصّہ سے میرے باپ (سمندر) کو پی ڈالا تھا۔ اور بھرگو نے غصّہ سے آپ کو لات مارا۔ دوسرے یہہ کہ وہ سرسوتی کو جو میرے مخالف ہے۔ اپنی زبان پر رکھکر فخر کرتے پھرتے ہیں۔ تیسرے یہہ کہ میرے گھر کو جو کنول کا پھول ہے

کاٹ کر ہر روز وہ اُس سے شیوجی کی پوجا کرتے ہیں پس انھیں وجوہ کے باعث میں اُن سے رنجیدہ ہوں اور اُن کے گھر رہنا نہیں چاہتی۔

(۱۷) گو دنیا میں جانداروں کے لیے مقیدات بہت سے ہیں۔ مگر چونکہ وہ تدبیر سے کاٹ ڈالے جا سکتے ہیں اس لیے اُن کی نسبت نہیں کہا جا سکتا کہ درحقیقت وہ مقیدات ہیں لیکن محبت کا بندھن ہی اصلی اور بہت ضبط بندھن ہے کیونکہ روح اُس کی کاٹنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بھونرہ باوجودیکہ لکڑی کے کاٹنے کی قدرت رکھتا ہے مگر محبت کے باعث کنول کے اندر کا جو نازک حصہ ہے اُس کو نہیں کاٹ سکتا

(۱۸) جس طرح صندل کا درخت قطع ہونیکے بعد بھی اپنی خوشبو نہیں چھوڑتا۔ اور ہاتھی ضعیف ہونے پر بھی جھومنا ترک نہیں کرتا

اور نیشکر کی شیرینی کولھو میں پھیرے جانیکے بعد بھی اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اُسی طرح شریف اور خاندانی شخص مفلس و تہی دست ہونے پر بھی اپنے اعلیٰ صفات کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

(۱۹) رادھا جی۔ سری کرشن مہاراج سے کہتی ہیں۔ اے بھگوان دُنیا میں ایک چھوٹی سی پہاڑی کو آپ بلا کسی محنت و تکلیف کے اپنے ہاتھوں پہ اُٹھا لینے کی وجہ سے لوگ آپ کو ہمیشہ گردھن دہاری کے نام سے یاد کرتے ہیں مگر باوجود اس کے کہ میں اپنی چھاتی پہ ہر سہ عالم کے اُٹھانے والے پرمیشور کا بوجھ سہار لیتی ہوں۔ اس پر بھی کوئی میری طاقت اور تحمل کو نہیں سراہتا ہیں اسکے کہنے اب زیادہ کہنے سے کیا فایدہ ؟ مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں نامورئ کا حاصل

ہونا بجز نیکی کرنے کے غیر ممکن ہے۔ جو نیک ہیں۔ اُن ہی کی ناموری ہوتی ہے۔

باب شانزدہم

(۱) مجھ سا شخص جس نے بار بار مرنے اور پیدا ہونے کی تکلیف دور کرنے۔ یعنے نجات حاصل کرنے کے لیے نہ خدا کو یاد کیا۔ نہ بیکنٹھ (جنت) کے دروازہ کے پٹ کھولنے والی نیکی ہی کی۔ اور نہ خواب میں تک عورت کے دونوں چھاتیوں اور زانوں سے لطف اُٹھایا ہو وہ گویا ایک کلہاڑی ہے جس نے اپنی ماں کے درخت شباب کی جڑ کاٹنے کے سوا دنیا میں اور کچھ نہیں کیا۔

(۲) عورتوں کی محبت کو ایک جگہ قیام نہیں ہے وہ باتیں ایک مرد کے ساتھ کرتی ہیں اور آنکھوں سے اشارہ

دوسرے سے کرتی ہیں۔ اور دل تیسرے پر لگاتے ہیں۔

(۳) جو بے وقوف عورت کی محبت کے دام میں پھنسکر یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ عورت میرے ساتھہ محبت رکھتی ہے وہ اُس کے قابو میں ہو کر کھلاڑی پرندہ کی طرح ناچا کرتا ہے

(۴) کیا ایسا بھی کوئی ہے جو دولت پاکر مغرور نہ بنا ہو۔ عیاشی میں پڑکر تباہ نہ ہوا ہو۔ عورتوں سے دل لگاکر فریب میں نہ آیا ہو۔ بادشاہ کا ہمیشہ عزیز بنا رہا ہو۔ موت کے چنگل سے بچگیا ہو۔ عالم محتاجی و افلاس میں اُسکی کسی نے تواضع کی ہو۔ ظالم کے ظلم میں پھنسکر اس نے باسانی نجات پائی ہو۔

(۵) رام چندر جی کے دل کا (یہہ جان بوجھکر کہ نہ کسی نے سونیکا ہرن بنایا ہے نہ کسی نے ایسا ہرن دیکھا ہے اور

نہ سنا ہے) اُس پر آنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ بُرا وقت جب آتا ہے تو اچھے اچھوں کی عقل ماری جاتی ہے۔

(۶) انسان کمال کی وجہہ سے عزت پاتا ہے۔ نہ کہ اعلے مقام پر بیٹھنے سے (مثلاً) اگر کوا دیول کے شکھر (چوٹی) کے پاس، اونچے مقام پر بھی بیٹھے تو کیا وہ گڑر کے برابر عزت پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

(۷) ہر جگہہ جتنی قدر و کمال باہنر آدمی کی کی جاتی ہے۔ اتنی عزت مالداروں کی نہیں ہوتی (تمثیل) اگرچہ دوج کے بے داغ چاند میں نور کم ہوتا ہے۔ مگر اسکی قدر پونم کے پورے چاند سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

(۸) جس کے ہنر دلیاقت کی تعریف اور لوگ کرتے ہوں وہ شخص بے ہنر ہونے پر بھی لائق مانا جاتا ہے اور جو شخص

اپنی لیاقت کو آپ ہی بیان کرتا ہو۔ وہ علم و لیاقت میں اندر کا بھی ہمسر ہو تو حقیر ہی سمجھا جاتا ہے۔

(۹) اگر انسان عالم ہو کر خواہشات نفسانی سے بھی متنفر ہو گیا ہو تو وہ بہت ہی تعظیم کے قابل ہے (مثلاً) لعل اگرچہ بالذات قیمتی ہے۔ مگر جب وہ سونے میں جڑا جاتا ہے تو اُس کی خوبصورتی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

(۱۰) کتنا ہی بڑا عالم فاضل کیوں نہ ہو۔ اگر اُس کا کوئی پشت و پناہ نہ ہو تو وہ بھی رنج اُٹھاتا رہتا ہے (مثلاً) لعل گو کیسا ہی بے بہا کیوں نہ ہو۔ مگر سونے کے بغیر اُسکی رونق و خوبصورتی نہیں ہوتی سونے کے حلقہ مین آنے کے ساتھ ہی اُس کی زیب و زینت بڑھجاتی ہے۔

(۱۱) جو دولت کہ بے انتہا تکلیف اُٹھانے یا ظلم و

زیادتی کرنے یا دشمن کے روبرو ذلیل وخوار ہونے سے حاصل ہوتی ہے اُس سے بچنا چاہیے کیونکہ ایسی ناجائز دولت کسی کام نہیں آتی۔

(۱۲) جو دولت کہ بلا کسی استعمال کے رکھی گئی ہو۔ وہ مثل دختر کے ہے کہ جس کی صرف پرورش کی جاتی ہے مگر استعمال میں نہیں لائی جاتی۔ لہذا ایسی دولت کس کام کی۔ دولت وہی اچھی اور کارآمد ہے۔ جو مثل اُس معمولی کنجنی کے ہو کہ ہر راہرو جس سے حظ اٹھاتا ہو۔

(۱۳) ہم سے پہلے اکثر آدمی۔ دولت۔ عورت۔ اور غذا سے سیر نہ ہوکر اسی کی تمنا میں مرگئے اور اب بھی اسی تمنا میں مرتے جاتے ہیں کیونکہ یہہ چیزیں ہی ایسی ہیں کہ یہہ کتنی ہی میسر آئیں

تب بھی ان سے انسان کی بہتری نہیں ہوتی اس لیے انسان کو چاہیے کہ ان سے علیحدہ رہکر ہمیشہ خدا کی عبادت میں مشغول رہے۔

(۱۴) خیرات اور یگین وغیرہ جتنے کام ہیں سب نابود ہو جاتے ہیں۔ مگر جو خیرات مستحقین کو دی جاتی ہے اور جو کوشش جانداروں کو خطرہ سے بچانے کے متعلق کیجاتی ہے۔ یہہ کبھی فنا نہیں ہوتی۔

(۱۵) گھاس کا پتہ ہلکا ہوتا ہے۔ اور اُس سے ہلکی روئی اور اُس سے بھی زیادہ ہلکا محتاج ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہہ پوچھے کہ محتاج کو باوجود اس قدر ہلکا ہونے کے ہوا کیوں نہیں اُڑا لی جاتی؟ تو اس کا جواب یہہ ہے کہ ہوا اس کے پاس جانے کے لیے اس لیے خوف کرتی ہے کہ جو محتاج

اس قدر ہلکا ہے۔ وہ اُس سے بھی مانگنے میں دریغ نہیں
کرے گا۔

(۱۶) بے آبروئی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مقابلہ میں دنیا سے اُٹھ جانا بدرجہا بہتر ہے کیونکہ جان جانیکی تکلیف تھوڑی دیر رہتی ہے اور آبروریزی او بے غرتی کا رنج ہر روز سہنا پڑتا ہے۔

(۱۷) چونکہ شیریں کلامی سے ہر شخص خوش ہوتا ہے۔ اس لیے بات ایسی کرنی چاہیے جو لوگوں کو اچھی معلوم ہو بُری بات کرکے اُن کو رنجیدہ نہ کرنا چاہیے۔ باتوں میں بخل ٹھیک نہیں ہے۔

(۱۸) دنیا مثل ایک تلخ درخت کے ہے۔ جس کے دو پھل آب حیات کی طرح بہت ہی شیریں ہیں ایک تو

اچھی اور دل خوش کُن بات۔ اور دوسرے نیک لوگوں کی صحبت۔

(۱۹) گذشتہ جنموں میں جو خیرات یا مطالعہ یا ریاضت کی جاتی ہے۔ آیندہ جنموں میں بھی انھیں چیزوں کے مشق کرنے کی رغبت ہوتی ہے۔ یعنے بار بار انھیں میں مشغول رہنے کو جی چاہا کرتا ہے۔

(۲۰) جس کا علم کتابوں میں ہی ہے یعنے جو بدون کتاب دیکھنے کے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور جس کی دولت غیر کے ہاتھ میں ہے۔ ضرورت کے وقت اُس شخص کے کام نہ علم آتا ہے۔ اور نہ دولت ہی آتی ہے

باب ہفتدہم

(۱) جن لوگوں نے علم کی تحصیل محض کتابوں کو دیکھکر

اپنے ہی ذاتی کوشش سے کی ہو اور کبھی اُستاد سے نہ سیکھا ہو وہ علم ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ناخشنہ عورت کا حمل جو لوگوں کی نظروں میں ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے۔

(۲) بُرائی کرنے والے شخص کی بُرائی۔ اور بے عزتی سے پیش آنے والی شخص کی بے عزتی کرنے میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ کیونکہ ظالم کے ساتھ ظالمانہ برتاو کرنا ہی عین انصاف ہے۔

(۳) ریاضت سے ناممکن الحصول اور دور از دست چیزیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ریاضت کے خلاف میں زبان کھولنا ایمانداری کے خلاف ہے۔

(۴) حریص انسان کے لیے مختلف چیزوں کے ترک کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو دوسروں کی بُرائی

لوگوں میں آشکار کر کے اُن کی بے عزتی کرنے کی عادت ہے تو اور دوسرے گناہوں کی اُس کو کیا حاجت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گناہوں کی جو سزا ملنی چاہیے۔ وہ دوسروں کی بُرائی کرنے سے ہی مل جاتی ہے۔ راست باز انسان کو ریاضت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ راستی سے ہی سب ریاضتوں کا پھل مل جاتا ہے۔ پاک نفس انسان کے لیے تیرتھ کو جانے کی احتیاج نہیں کیونکہ صفائی قلب کے باعث تیرتھوں کے تمام ثمرے اُس کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ خوش خلقی کے ہوتے ہوئے انسان کو اور دوسرے اوصاف کی کچھ حاجت نہیں رہتی۔ کیونکہ خوش خلقی میں دنیا کے تمام عمدہ اوصاف کی خوبیاں مجتمع ہوتی ہیں۔ جس انسان کو اپنے ہم چشموں میں عظمت و عزت حاصل ہوتی ہے۔ اُس کے لیے عمدہ لباس

زیب تن کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو حکومت سے تو دستیاب ہوتی ہو۔ اور علم سے نہ ہوتی ہو۔ بدنام شخص کے لیے موت کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔

(۵) ستشکھ جیسی چیز کو (جس کا باپ رتناکر (یعنی سمندر) اور جس کی بہن لچھمی ہے) دیکھو گھر گھر بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ پس یاد رکھو کہ جب تک اگلے جنم میں کچھ خیر خیرات نہیں کیا جاتا۔ موجودہ جنم میں کچھ نہیں مل سکتا۔

(۶) جو شخص کہ دنیا کے کسی کاروبار کو سرانجام دینے کی طاقت نہیں رکھتا وہ مجبور ہو کر فقیری اختیار کرتا ہے۔ مفلس بوجہ تہی دستی کے دنیا کی نعمتوں سے حظ اٹھانے کی قدرت نہ رکھ کر عالم تجرد (یعنے برہم چریہ) اختیار کرتا ہے۔

مریض کو بیماری کی حالت میں خدا یاد آتا ہے۔ فاحشہ عورت کو آخر عمر میں چلکر پاعصمت بننے کی سوجھتی ہے۔

(۷) پانی اور غذا سے بڑھکر کوئی دوسری خیرات نہیں ہے۔ نہ دوا دشمی سے بڑھکر کوئی دوسری تنتھی۔ نہ گائیتری منتر سے بڑھکر کوئی دوسرا بڑا منتر ہے۔ اور نہ ماں سے بڑھکر کوئی دوسرا بڑا دیوتا۔

(۸) سانپ کے دانتوں میں۔ مکھی کے سر میں۔ اور بچھو کے ڈنک میں زہر رہتا ہے۔ لیکن بدآدمی کا پورا جسم زہر سے بھرپور رہتا ہے۔ غرض بدآدمی سے بڑھکر مخلوق کو اذیت پہونچانے والا اور کوئی زہر نہیں ہے۔

(۹) خاوند کی اجازت بغیر روزہ رکھنے والی عورت اپنے خاوند کی حیات علیحدہ گھٹاتی ہے۔ اور اپنے حق میں

دوزخ آگ فریقی ہے۔

(۱۰) باعصمت عورت اپنے خاوند کے چرن تیرتھ (پاؤں دھویا ہوا پانی) لینے سے جس قدر پاک ہوتی ہے۔ وہ صدہا روزے رکھنے نیز تیرتھوں کے کرنے اور بہت سے دان دینے سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

(۱۱) جو پانی کہ پاؤں کے دھونے یا پینے۔ یا سندھیا کرنے کے بعد بچ رہتا ہے۔ اُس کا استعمال معیوب ہے۔

(۱۲) متمول انسان کے ہاتھوں کی زینت طلائی کنگن یا کڑے سے نہیں ہے۔ بلکہ خیرات سے ہے۔ جسم کی پاکیزگی نہانے سے ہوتی ہے نہ کہ خوشبودار چندن ملنے سے بزرگ لوگ ادب و تعظیم سے جتنا خوش ہوتے ہیں۔ اُتنا کھانے سے نہیں ہوتے اور علم معرفت سے جو

نجات حاصل ہوتی ہے وہ سر کے منڈانے یا کفارہ کو دینے

سے نہیں ہوتی۔

(۱۳) حجام کے گھر اصلاح بنوانے۔ اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور پانی میں اپنا منہ دیکھنے سے انسان بد تہذیب کہلاتا ہے

(۱۴) بھنگ یا گانجہ کے استعمال سے انسان کی عقل جاتی رہتی

ہے۔ عورت سے مرد کی طاقت زائل ہوتی ہے لیکن دودھ

پینے سے زایل شدہ طاقت پھر واپس آجاتی ہے۔

(۱۵) جن با خدا شخصوں کا دل ہر وقت لوگوں پر احسان

کرنے کی طرف لگا رہتا ہے وہ ہمیشہ اوروں پر احسان کیا کرتے

ہیں اور اُن کی کُل آفتیں دفع ہوتی رہتی ہیں اور وہ جہاں

جاتے ہیں۔ وہاں خوش اور فارغ البال رہتے ہیں۔

(۱۶) اس دنیا میں انسان کیلیے اچھی عورت۔ دولت و ثروت

اور سعادتمند و لایق و فایق اولاد سے بہتر کوئی اور شے نہیں ہے۔ اندر لوک (بہشت) میں بھی اس سے بڑھکر کسی اور چیز کے ملنے کی توقع نہیں کیجا سکتی۔ جسکو یہہ سب چیزیں حاصل ہوں اُس کے لیے دنیا ہی بلحاظ مسرت جنت سے کم نہیں۔

(۱۷) اشتہا۔ نیند۔ خوف۔ اور مجامعت۔ یہ باتیں انسان اور حیوان میں یکساں موجود ہیں۔ لیکن ان سے حظ اٹھانے کی قابلیت جو انسان میں ہے وہ حیوانوں میں نہیں۔ لہذا جس کو علم نہیں وہ مثل حیوان کے ہے۔

(۱۸) بھونرہ ہمیشہ کنول کے پھولوں کا رس چوس چوس کر مگن رہتا ہے اگر اتفاقاً آب و دانہ کی تلاش میں کسی مست ہاتھی کے سر پر جا بیٹھے اور ہاتھی اپنے چھاج سے کان پھڑپھڑا کر وہاں سے اُڑا دے تو اس سے بھونرہ کی تو کچھہ ذلت و توہین نہ ہوگی لیکن

ہاتھی کے وقار میں ضرور فرق آجائیگا۔ بجلسنہ یہی حالت ایک محتاج اور متمول آدمی کی ہے۔ یعنے اگر کوئی متمول شخص کسی محتاج آدمی کو (جو اُسکے دروازہ پر کچھہ مانگنے گیا ہو) بے غرنی سے نکالدے تو اس مالدار شخص ہی کی تحقیر ہوگی محتاج آدمی کو کوئی کچھہ نہ کہیگا کیونکہ وہ اگر اسکے دروازہ سے محروم رہیگا تو کسی دوسرے کے گھر جاکر اپنی احتیاج پوری کر لے گا۔

(۱۹) راجہ۔ بنیا۔ ملک الموت۔ آگ۔ چور۔ بچہ۔ محتاج۔ اور دوسروں کو ستاکر اپنی گزر اوقات کرنیوالا۔ ان کو دوسروں کے تکلیف و رنج کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور اپنا کام کیے جاتے ہیں۔

(۲۰) ایک نوجوان عورت اپنے چھاتیوں کو دیکھتی ہوئی راستے چلی جارہی تھی اُس سے کسی شخص نے سوال کیا کہ اے نازک اندام؟ تو نیچے کیا دیکھہ رہی ہے کیا تیری کوئی چیز گر پڑی ہے؟

اس کا یہ سوال سنکر اُس عورت نے جواب دیا کہ اے بیوقوف کیا
تو نہیں جانتا کہ میں اپنے شباب کے اُس ہونی کو دیکھ رہی
ہوں جو جاتا رہا ہے۔

(۱۳۲) اے کیوڑے کے پھول۔ اگرچہ تو سانپوں کو پناہ دیتا ہے۔
تیری بے ثمری بھی مشہور ہے تجھ میں کانٹے بھی بہت ہوتے ہیں
تیرا قد خمیدہ ہے کیچڑ بھری زمین تیرا مولد و مسکن ہے۔ باوجود
تجھ میں اتنے عیوب ہونیکے تو محض ایک خوشبو کے سبب سے
سب لوگوں کو مثل بھائی بندوں کے عزیز ہے۔ حاصل یہ کہ
انسان میں ایک بھی اچھا ہنر ہوتا ہے تو اوس سے سب
نقصوں کی عیب پوشی ہو جاتی ہے فقط

تمام شد

فرہنگ نصائح چانکیہ

الفاظ	معنی و تشریح	باب	صفحہ
ارجن	پانڈو کے خاندان کا تیسرا شہزادہ جو کنتی کی شکم سے پیدا ہوا بڑا بہادر سپاہی اور فن تیراندازی میں یکتائے زمانہ تھا۔ مہابھارت میں اس کے کارنامے تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں بھگوت گیتا کی تلقین سری کرشن جی نے انہی کو کی تھی۔	۱۲	۱۳
اگستی	یہ رشی میترا اور ورن کی اولاد سے تھا۔ اس کو سمندر چلوک اور پیتھیا دہی بھی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اس نے سمندر کو نوش کر لیا تھا۔ اس کے باپ کا	۱۵	۱۴

الفاظ	معنی و تشریح	ب:	منتر
	نام بلسعہ تھا۔		
اگنی	رگ وید مین بہ نسبت دوسرے دیوتاؤن کے بہت سی رچائین اگنی کی جانب ہی مخاطب کی گئی ہین۔ اس لیے کہ وید مین بڑے دیوتا تین ہی ہین۔ ایک سوریہ (آفتاب) دوسرے وایو (ہوا) تیسرے اگنی (آگ) بدون آگ کے یگیہ نہین ہوتا آدمیون اور دیوتاؤن مین اگنی کو بچولیدار مانا گیا ہے۔	۴	۲۱
اگنی ہوتر	جس اگنی یا آگ پر ہوم ہوا کرتا ہے اُس کو اگنی ہوتر کہتے ہین	۸	۱۰
اوتار	ہندؤن کا عقیدہ ہے کہ بعض اوقات قادر مطلق (ایشور) اپنی قدرت کاملہ سے انسان یا غیر انسان کی صورت مین جنم	۸	۵

الفاظ	معنی و تشریح	بند	صفحہ
	لیتا ہے ایسے انسان یا غیر انسان کو اوتار کہتے ہیں دس اوتار مشہور ہیں۔ مچھ۔ کچھ۔ وراہ۔ نرسنگ۔ وامن۔ پرس رام۔ رام۔ کرشن۔ بدھ۔ کلنک۔		
امرت	آب حیات۔	۱	۱۴
اندر	آسمان۔ ہوا۔ بادل۔ سورگ۔ اور اپسرا ان سب کا مالک ہے۔ وید میں دیگر دیوتاؤں کے مقابلہ میں اس کا درجہ بڑا مانا گیا ہے۔ پانی کا برسانا۔ اراضیات کا زرخیز کرنا اسی کی فیاضی میں داخل ہے۔ جب یہہ برق۔ رعد اور طوفانوں پر حکمرانی کرتا ہے تو خوفناک تصور کیا جاتا ہے۔	۹	۱۳

الفاظ	معنی و تشریح	باب	نمبر شعر
اندری	حواس	۱۴	۱۴
اندرلوک	راجہ اندر کے رہنے کا مقام۔	۱۷	۱۶
برہمن	ہندؤن کی ایک اعلیٰ ذات کا نام۔ وید کا جاننے والا خداشناش۔	۱	۹
بلی راجہ	ایک مشہور اور مخیر راجہ کا نام ہے جسکو سری کرشن مہاراج نے باؤن (یعنے وامن) اوتار لیکر پاتال لوگ مین بھیجدیا۔	۱۳	۱۲
برہمچرج	اُس پابندی کا نام ہے جس مین برہمن وید پڑہتا ہوا عالم تجرد مین رہتا ہے۔ شاشتر مین برہمنون کی زندگی کو چار زمانون مین تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک برہمچریہ۔ دوسرے گرہست تیسرے وان پرست۔ چوتھے سنّیاس۔ اسکو چار آشرم بھی کہتے ہین	۱۷	۱۶

الفاظ	معنی و تشریح	بند	شعر
برمہہ	خالق - خدا - پرماتما - پرمیشر -	۷	۱۱
بن یاون	جنگل - صحرا -	۱۰	۱۲
بھاگوت	ہندوؤن کی اُس مقدس کتاب کا نام جس مین سری کرشن جی کے حالات لکھے ہوئے ہین -	۹	۱۱
بھرگو	ایک رشی کا نام -	۱۵	۱۶
بھگوان	خدا تعالیٰ - پرمیشر - قادر مطلق -	۱۰	۱۴
بھبوت	وہ راکھ جس کو سنیاسی یا جوگی اپنے بدن پر ملتے ہین -	۱۵	۱
بیکنٹھ	بہشت - سورگ	۱۶	۱
پرمیشور	قادر مطلق	۴	۲۱
پُروہت	خاندان کا گرو - مذہبی کام کا سرانجام دینے والا -	۶	۲

الفاظ	معنی وتشریح	بیت	صفحہ
پونم	ہلالی چاند کی ۱۳ تا ۱۴ تاریخ کا نام	۱۶	۷
تھتی	ہندی مہینوں کی تاریخ کا نام	۱۷	۷
تیرتھ	مقدس مقام جو دریا یا ندی کے کنارے واقع ہو۔ مثلاً کاشی جی۔ پریاگ وغیرہ۔	۱۰	۱۴
جاترا	سفر بغرض زیارت یا تیرتھ۔ اُچھاؤ	۱۰	۱۴
جانھوی	بھاگیرتی ندی کو کہتے ہیں۔	۱۱	۴
جٹا	لمبے لمبے بال۔ اس طرح کی لٹیں جیسے شیو جی کے چیلے رکھتے ہیں۔	۱۵	۱
ججمان	مخدوم۔ آقا۔	۲	۱۸
جوگی یا	جوگ یا یوگ کرنے والا۔ ریاضت وعبادت میں		

الفاظ	معنی و تشریح	بند	صفحہ
یوگی	دن گذارنے والا۔	٦	٤
جنم	روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب مین جانا۔ زندگی	١٦	١٩
چاتک پکشی	پپیہا (پرندہ)	١٢	٦
چتر	دانا۔ ہوشیار۔ عیار۔	٥	٢١
چرن	پاؤن۔ قدم۔	١٢	١٠
چنتامنی	ایک جواہر کا نام جس کے پاس یہہ جواہر رہتا ہی وہ اُسکے تمام دلی مقاصد کو برلاتا ہے۔	١٢	١٦
چنڈال	کمینہ۔ ذلیل۔ مردار خوار۔ بخیل۔	٨	٥
چھتری	شاستر کے موافق ہندو چار فرقون یا برنون مین منقسم مین۔ ایک برہمن دوسرا چھتری تیسرا ویش		

الفاظ	معنی وتشریح	باب	صفحہ
	چوتھا شودر۔ برہمن کا کام وید پڑھنا پڑھانا۔ یگن کرنا اور کرانا۔ دان دینا اور لینا۔ چھتری کا کام رعایا کی محافظت کرنا۔ دان دینا یگن کرنا۔ اور علم پڑھنا ہے اور ویش کا کام جانورون کی پرورش اور حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ یگین کرنا۔ علم پڑھنا۔ براہ بحر و بر تجارت کرنا۔ بذریعۂ سود دولت کمانا۔ اور زراعت کرنا ہے۔ اور شودر کا کام مذکورۂ بالا تینون فرقون کی خدمت بجالانا ہے۔	۴	۲۱
دچھنا	نذر و انعام جو برہمنون کو دیا جاتا ہے۔	۲	۱۸
دوادشی	ہندؤن کے قمری مہینہ کی بارھوین تاریخ کو کہتے ہین		

الفاظ	معنی و تشریح	باب	نمبر
	سہہ تاریخ ہر مہینہ مین دو بار آیا کرتی ہے۔ ایک تو پہلے دو ہفتہ مین چاندرات کے اول اور دوسرے بعد کے دو ہفتون مین اماس کے قبل	۱۷	۷
دُوج	حسب صراحت بالا دوسری تاریخ کو کہتے ہین۔	۱۶	۷
دھرم	ایمان۔ فرض۔ نیکی۔ انصاف۔ مذہب۔	۱۰	۱۳
دھرم شاستر	فقہہ ہنود	۱	۲
دَیا	رحمدلی۔ عنایت۔	۸	۱۱،۱۳
دیوتا	اُوتار۔ بزرگ مقدس۔ اوتارون کی مورتون کو بھی دیوتا کہتے ہین۔	۴	۲۱
دیول	معبد۔ وہ مکان جسمین کوئی مورت بٹھا کر اُس کی پرستش		

الفاظ	معنی و تشریح	باب	صفحہ
	کی جاتی ہے۔	۱۶	۶
دِوج	برہمن۔ کشتری یا چھتری اور والیش کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہہ فرقے دِوجنمی یا دوجاتی کہلاتے ہیں۔ وجہ یہہ ہے کہ ایک جنم تو ماں باپ سے ہوتا ہے اور دوسرا اُس وقت جب آدمی کے سنسکار کیے جاتے ہیں یعنے جنیوا دیا جاتا ہے۔ اور گورو کے پاس پڑھنے اور بدیا یا ودیا (علم) حاصل کرنے جاتا ہے۔	۱۱	۱۱
راج نیتی	آئین اخلاق و حکمرانی۔ اور سبھا کے معنی مجموعہ کے ہیں	۱	۱
رادھاجی	سری کشن مہاراج کی ایک رانی کا نام ہے۔	۱۵	۱۹
رامائن	وہ رزمیہ نظم کی کتاب جو والمیک شاعر نے رامچندرجی کے		

الفاظ	معنی وتشریح	ا	...
	احوال مین لکھی ہے۔	۹	۱۱
رامچندرجی	راجہ دسہرتھ کے بڑے فرزند کا نام ہے۔جو تریتا جگ		
	مین رام اوتار لیکر راون سے لڑے تھے۔	۱۲	۱۳
راوُن	لنکا کے راجہ کا نام ہے جو سیتا جی کو دھوکہ سے		
	لے گیا تھا جس کے سبب سے اس کی سلطنت اور		
	زندگی ضائع ہوئی۔	۱۳	۱۲
راہو	ایک منحوس ستارہ کا نام ہے جس کو (راس) کہتے ہین	۱۵	۷
رتناکر	سمندر کو کہتے ہین۔	۱۷	۵
رُتو	فصل کو کہتے ہین۔جب یہ لفظ انسان سے متعلق		
	ہوتا ہی تو اُس کے معنی بلوغ کے ہوتے ہین۔	۱۱	۱۱

الفاظ	معنی وتشریح	باب	نمبر قول
رشی	زاہد مرتاض عبادت وریاضت کرنے والا۔	۶	۲
سادھو	پرہیزگار متقی۔ ریاضت کرنے والا۔	۳	۹
ست چت آنند	سنسکرت میں بقائے دوام کو ست کہتے ہیں علم کل کو چت۔ سرور سرمدی کو آنند۔ ان تینوں لفظوں کی ترکیب سے لفظ سچدآنند بنا ہے۔	۴	۲۱
سرسوتی	برہما کی استری کا نام ہے جو ہندوں میں جملہ علوم وفنون کی موجد خیال کی جاتی ہے۔	۱۵	۱۶
سکھر	دیول کی چوٹی۔	۱۶	۶
سمادھی	مراقبہ۔	۱۳	۱۳
سندھیا	برہمنوں کی اس عبادت کا نام ہے جو دن اور		

الفاظ	معنی و تشریح	بند	نمبر
	رات اور رات اور دن کے ملنے کے وقت اور عین نصف النہار کے وقت کیجاتی ہے۔	۱۰	۱۳
سنسار	دنیا۔ کائنات۔	۱۱	۱۲
سنسکرت	ہندوؤن کی مقدس زبان کو کہتے ہین	۱۰	۱۸
سیتاجی	راجہ جنک کی صاحبزادی اور رامچندرجی کی بی بی کا نام ہے	۳	۱۲
شاستر	دیوتاؤن۔ اور منیون کے بنائے ہوئے گرنتھ یا کتب علوم ان کا درجہ وید مقدس کے بعد ہے۔	۵	۱۰
شانتی	اطمینان قلب۔	۸	۱۳
شنکھہ	ناقوس۔	۱۷	۵
شرادہ	فاتحہ سالانہ (طریقہ شاستر کے موافق بزرگون کے		

الفاظ	معنی و تشریح	باب	صفحہ
	نام پانی دینا اور برہمنوں کو کھلانا۔	١١	١٠
شودر	چھتری کا لفظ دیکھیے	١١	١٣
شیو یا شیو جی	انہی کو مہیش بھی کہتے ہین (لفظ وشنو ملاحظہ)	٧	٥
شمشان	مرگھٹ۔ مردے جلانے کی جگہ۔	١	١٢
کام دھینو	ہندؤن کے اعتقاد کے مطابق اُس گائے کو کہتے ہین کہ اُس سے جو مانگو وہ دیتی ہے۔	٤	٥
کرشن جی	وشنو کا آٹھوان اوتار۔ وسدیو جی کے فرزند اور راجہ کنس کے بھانجے کا نام ہے۔ آپ کی ہدایات کا مجموعہ جو بھگوت گیتا کے نام سے مشہور ہے۔ دنیا کی ہر ایک زبان مین اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔	١٢	٥

الفاظ	معنی و تشریح	صفحہ	نمبر شعر
کرم	کام - فرض - اعمال - گذشتہ جنم مین کیے ہوئے اچھے یا برے کامون کا ثمرہ -	۱۰	۱۳
کسم پور	یہ ایک شہر کا نام ہے - جو مگدھ دیش یعنے ملک بہار مین تھا - سنہ عیسوی کے (۳۱۵) سال قبل وہان خاندان نند کے راجاؤن کی حکومت تھی - چانکیہ کی اعانت سے راجہ چندر گپت نے اس کو فتح کیا تھا -		
کلپ ورکش	ہر مراد کا دینے والا درخت جو اندر کے باغ مین ہے	۱۲	۱۶
کلپ	برہما کے ایک دن اور رات کو یعنے دنیا کے ایک دفعہ پیدا ہونے سے نابود ہونے تک کے زمانہ کو کلپ کہتے ہین ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ جو چار ارب بتیس کرور برس یعنے چار جگ کی برابر ہوتا ہے	۱۳	۱

صفحہ	سطر	معنی وتشریح	الفاظ
		ہندوں کے شاستر کی رو سے سورج سدہانت کے موافق چار جگ ہیں ہر ایک جگ کے زمانہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔	کلجگ
		(۱) ست جگ۔ سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال۔ (۱۷۲۸۰۰۰)	
		(۲) تریتا جگ۔ بارہ لاکھ چھیانوی ہزار سال۔ (۱۲۹۶۰۰۰)	
		(۳) دواپر جگ۔ آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال۔ (۸۶۴۰۰۰)	
		(۴) کلجگ۔ چار لاکھ بتیس ہزار سال (۴۳۲۰۰۰)	
۴	۱۱	جسمین سی ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء تک پانچہزار پندرہ برس گزر چکے ہین	
۱۱	۴	لڑکی کا بیاہ کر دینا۔	کنیادان
۱۹	۱۵	وشنو کا ہی ایک نام ہی جو کیشی راچھس کو مارنیکی سبب سی ہوا۔	کیشو

الفاظ	معنی وتشریح	بیت	صفحہ
گایتری	یہہ ایک منتر کا نام ہے خصوصًا برہمنون کے سندھیا وندن مین بہت تعظیم وطہارت کے ساتھہ پڑھا جاتا ہی اور ایک قسم کے چھند یا بحر کو بھی کہتے ہین جسکے ہر ایک پد مین چھہ چھہ حروف ہوتے ہین ۔	١٧	۷
گرام دیوتا	گاؤن کے دیوتاؤن کو کہتے ہین ۔	١١	۴
گرڑ	پرندون کا راجہ (ہندؤن کے اعتقاد مین یہہ وشنو کی سواری مانی جاتی ہے) ۔	١٦	٦
گرہست	ہندؤن کے شاستر نے جس طرح ہندون کو چار فرقون یا برنون مین منقسم کیا ہے ۔ اسی طرح ان کی زندگی کو چار آشرمون یعنے حالتون مین منقسم کیا ہی ۔ پہلا آشرم		

الفاظ	معنی وتشریح	سطر	نمبر باب
	برہمہ چاری[1] - دوسرا گرہست[2] - تیسرا بان یا وان پرستھ[3] چوتھا[4] سنیاس ہے - برہمہ چاری کی حالت مین چوبیس سال کی عمر تک عالم تجرد گرد (مرشد) کے گھر رہکر تحصیل علم کرنا - گرہستی کی حالت مین شادی کرکے اور اولاد پیدا کرکے روپیہ کمانا اور دنیوی کاروبار کرنا - تیسری حالت مین گھر چھوڑکر جنگل مین رہنا - اور ضبط حواس ونفس و گیان ودھیان سے سروکار رکھنا - سنیاس یعنے چوتھی حالت مین تارک الدنیا ہوکر جیون مکتون کی طرح زندگی بسر کرنا -		
گرہن	کسوف وخسوف -	۶	۳

الفاظ	معنی و تشریح	بند	صفحہ
لچھمی	دھن یا دولت کی دیوی (سمندر کی بیٹی اور وشنو کی بی بی)	۳	۲۱
لوک	طبقہ۔ ہندوں میں تین لوک سب سے زیادہ مشہور ہیں ایک سورگ لوک یا دیو لوک۔ دوسرے مرتیو لوک تیسرے پاتال لوک۔ سورک لوک قدسیوں کے رہنے کا مقام یعنے عالم ارواح ہے۔ مرتیو لوک یہہ دنیا ہے جس میں ہم ہیں۔ پاتال لوک تحت زمین کا طبقہ۔	۱	۱
منتر	وہ خاص پُراثر الفاظ جن کی مرشد یا گرو نے اپنے مرید یا چیلے کو تلقین کی ہو۔ وید کے ایک حصہ کا بھی نام ہے جس میں دیوتاؤں کی تعریف و توصیف ہے۔	۲	۷
منی	زاہد مرتاض۔ عابد۔	۴	۲۱

الفاظ	معنی و تشریح	باب	صفحہ
مورت	پتھر یا کسی دھات یا چوبی وغیرہ کی لعبت جس کو ہندو لوگ پرستش کے کام میں لاتے ہیں۔	۴	۲۱
مُونج	ہندوؤں کے چار برنوں (یعنے فرقوں) کے لیے جسم پاک کرنے کی غرض سے شاستر میں مندرجہ ذیل سولہ ۱۶ سنسکار یعنے (رسوم) مقرر کیے گئے ہیں۔ (۱) گربھا دان۔ (رتو شانتی (ظہور علامت بلوغ مستورات کے بعد ہوم وغیرہ کرنیکا رسم)۔ (۲) پُنسوَن (تاریخ حمل سے دوسرے یا تیسرے مہینے میں جو رسم ادا کیا جاتا ہے) (۳) انولوبھن (" " تیسرے مہینے میں " ") (۴) وشنو بلی (" " ساتویں " ")		

الفاظ	معنی وتشریح	[illegible]	[illegible]
	(۵) سمنتوین (تاریخ حمل سی چوتھی یا آٹھوین مہینے مین جو رسم ادا کیا جاتا ہے وہ)۔		
	(۶) جات کرم (تولد کے بعد نال کاٹنے کے قبل بچہ کے منہ مین شہد ڈالنے کا رسم)۔		
	(۷) نام کرن (نام رکھائی)۔		
	(۸) نش کرمن (تاریخ تولد سے تیسرے مہینے مین بچہ کو چاند دکھلانیکا رسم)۔		
	(۹) سُوریہ اولوکن (تاریخ تولد سے تیسرے یا چوتھی مہینے مین بچہ کو آفتاب دکھلانیکا رسم)۔		
	(۱۰) انہ پراشن (چھٹے یا آٹھوین مہینے مین یا دانت نکلنے		

الفاظ	معنی وتشریح		
	کے بعد کھانا کھلانے کا رسم)۔ (۱۱) چوڈاکرم۔(دوسرے یا تیسرے سال چوٹی رکھنے کا رسم) (۱۲) اپ نین (موبخ پہنانے کا رسم جس کو زنا بندی کہتے ہیں)۔ (۱۳) مہانا معیتہ (گایتری منتر اپدیش کرنے کا رسم) (۱۴) سماورتن (موبخ چھوڑائی کا رسم) (۱۵) وواہ (رسم شادی) (۱۶) سورگا روہن۔(ان میں سے نمبر ۱۲ کا نام اُوپ نین ہے جبتک یہہ رسم ادا نہیں کی جاتی مولود ذات میں داخل نہیں ہوتا۔		

الفاظ	معنی و تشریح	بند	صفحہ
	اس رسم میں شاستر کے طریقہ کے مطابق موڑ (ایک قسم کی گھاس ہے) کی باریک ڈوری جو برہمنوں کے بچہ کی کمر میں پہنائی جاتی ہے اُس کو مونج کہتے ہیں۔ مگر واضح رہے کہ رسوم نمبر ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ شودر کے لیے ممنوع ہیں۔ اس کی زیادہ تشریح دیکھنی ہو تو منودھرم شاستر ملاحظہ ہو۔	۴	۱۹
مہادیو	شیوجی کا نام ہے۔ لفظ وشنو ملاحظہ ہو۔	۱۵	۷
میرو	سمیر پہاڑ کا نام ہے جو ہندوؤں کے عقیدہ کے موافق زمین کے بیچ میں واقع ہے۔	۱۲	۱۶
نائی	موتراش۔ حجام۔	۵	۲۱
نردیہہ	قالب انسانی۔	۱۴	۳

الفاظ	معنی و تشریح	باب	شعر
نمسکار	تسلیم۔ سجدہ۔ سلام۔ آداب۔	۷	۹
نندی	شیوجی کی سواری کا بیل۔	۷ و ۱۲	۵ و ۱۶
نیودّیہ	وہ غذا یا میوہ وغیرہ جو دیوتاؤں کے سامنے پیش کی جاتی ہے نیاز یا فاتحہ۔	۱۳	۱۰
وائشدیو	جو غذا وغیرہ کہ اگنی کے ذریعہ سے ہر روز تمام دیوتاؤں کی ارپن یا نذر کیجاتی ہے اُس کو وائشدیو کہتے ہیں۔ منجملہ پانچ یگیں کے یہہ بھی ایک یگن ہے۔	۱۲	۱۰
وائش	لفظ چھتری دیکھیے۔	۴	۲۱
ورن یا برن	لفظ چھتری دیکھیے۔	۵	۱
وشنو	ہندوں کے شاستروں میں برہما۔ وشنو۔ مہیس یہہ تین		

الفاظ	معنی و تشریح	سطر	صفحہ
	دیوتا اعلیٰ و بزرگ تر مانے جاتے ہیں۔ برہما (خالق) وشنو (محافظ) مہیش (فنا کنندہ) مخلوق ہے۔	۱	
وشئے	اشیاء جن سے نفس کو رغبت ہوتی ہے۔	۱۴	۱۴
وکرم	ایک مشہور راجہ کا نام ہے جو بہت مدبر تھا جس کا سنہ سمت سنہ عیسوی کے قبل ۵۷ سال سے ہندوستان میں مروج ہے۔	۱۱	۱۷
ویترنی ندی	ایک ندی کا نام جس سے (ہندوؤں کے عقیدہ کے موافق) انسان کی روح کو عبور کرنا پڑتا ہے۔	۸	۱۴
وید	ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام ہے۔ وید کی چار کتابیں مشہور ہیں۔ (۱) رگ وید۔ (۲) یجروید۔ (۳) سام وید		

الفاظ	معنی و تشریح	باب	صفحہ
	(۴) اتھرون وید۔	۲	۹
ویریہ	منی کو کہتے ہیں۔	۱۰	۲۰
یگ یا جگ	لفظ جگ دیکھیے۔	۱۱	۸
یگن یا جگن	اس کے معنی ہیں وید مقدس کی موجب ہوم کرنا یعنے دیوتاؤں کی پرستش کی غرض سے (جو) لوٹیا میں تیار کیے ہوئے کھانے کو اور گھی وغیرہ کو بند منتر پڑھتے ہوئے آگ میں ڈالنا۔		
یم نیم	یوگ نام ہے کیفیات نفس کے روکنے کا (یعنے انسان کا نفس امارہ جو چنچل ہونے کی وجہ سے ایک جگہ یکسو نہیں ہو سکتا اس کو ایک جگہ لانے کا) نفس کو اس حالت پر		

الفاظ	معنی و تشریح	بیت	باب
	لانے کے لیے ان آٹھ باتوں کا مشق کرنا ضروری ہوتا ہے ایک یم[۱] یعنے نفس کو روکنا۔ دوسرے نیم[۲] یعنے پابندی کرنا تیسرے آسن[۳] یعنے طرز نشست۔ چوتھی پرانایام[۴] یعنے حبس دم کرنا۔ پانچویں پرتیاہار[۵] یعنے تبدیل ہیئت کرنا حواسوں کو باہر کی چیزوں کی طرف متوجہ ہونے دینے کے عوض اندر کی طرف متوجہ ہوتے رہنے کی مشق بہم پہنچانا چھٹے دھارنا[۶] یعنے دل کو ایک مقام پر قائم کرنا۔ ساتویں دھیان[۷] یعنے دھارنا کو یکسان جاری رکھنا آٹھویں سمادھی[۸] یعنے وہ حالت جس مین عالم وعلم دونوں کا خیال دور ہوجائے۔ مراقبہ۔	۵	۹

کتاب کا مطالعہ شروع کرنیسے قبل براہ مہربانی اس غلط نامہ سے کے مطابق غلطیوں کی صحت فرمالیجائے۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
عرض حال			
ا	۷	جوڑ ہاے	جوڑہ ہاے
۲	۱	دردھ	درد‌ھ
۲	۲ و ۹	سشنکرت	سنسکرت
۳	۶	۱۹۰۰۰	۱۹۰۰
۳	۸	دفت	وقت
۳	۹	مروجہ	مروّجہ
۶	۴	فرنادس	فرنادیں
حالات تمدن			
۱	۶	مدتبر	مدبّر
سوانح عمری			
۱	۳	کانکیج	کانگیج
۱	۷	تمکش تنلا	تمکش شِلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	کتات	کتاب
۲	۲	تفنیف	تصنیف
۲	۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴	چانکیہ	چانکیہ
۲	۱۰	موجودہ تھی	موجود نہ تھی
۲	۱۲	لکہو	لگہو
۲	۱۳	چنک	چنک
۳	۱ و ۸	رر	رر
۳	۲	گرستبوں	گرہستیوں
۶	۹	کوسے	کرسے
۷	۲	رکہاہے۔اُس	رکھاہے اور اُس
۷	۶	فرمانبردار ہے	فرمانبردار ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۲	ٹھیرا	ٹَھیرا
۸	۱۱	اورتا ریخ	اور تاریخ
۹	۶	کاٹ	کانٹا
۱۴	۱۰	عرض کی ہیں	عرض کی کہ ہیں
۱۵	۹	وزرا مرا	وزرا و اُمرا و
"	۱۱	دیر	دیر
۱۸	۳	پروتیشں	پَرَوتیشں
۱۹	۳	پرِوت	پَرَوَت
"	۱۰	کُسم پور پر	کُسُم پور پر
۲۱	۶	بے عبر	بے خبر
۲۳	۱	سلسلہ	سِلسِلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
نصائح			
۲۶	۶	شاستروں سے اخذ کی گئی ہیں	شاستروں کا ماخذ ہے ۔
״	۹	جلایق	خلایق
۲۷	۵	آتے پر	آنے پر
۲۸	۴	سوم لینے	کام لینے
۳۰	۳	تاپاکی	ناپاکی
״	۷	لونگری	تونگری
۳۲	۳	ساد ہو (۲۳)	سادہو
״	۱۱	کوا	کوّا
۳۴	۵	جمہان	ججمان
۴۰	۵	اجاسینے پر	آجانے پر
۴۳	۶	عزا	غزا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۱	بچتانے	پچتانے
۴۵	۸	بچے	بچّے
۴۷	۱۱	زناربندی	مونج یا زنّار بندی
۴۸	۴	ویش	وائیش
//	۸	ست چیانند	ست چیانند
۵۱	۸	بے قاعدہ	بے فائدہ
۶۰	۱	جومان	مان
۶۶	۸	برہمہ	برشُہہ
۶۹	۱۱	دم	دُم
۷۰	۳	دم	دُم
۷۴	۱۰	دیا	دَیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨١	٤	دیکھانا	دکہانا
"	١١	اندر	اندر
٨٢	٧	توگرم گرم	توگرم کرنے سے
٨٣	٦	نہ جسم کو	کہ نہ جسم کو
"	٧	اُٹھاما	اُٹھانی
٨٧	١٢	وہ جدا	وہ
٨٨	١١	سریشور	پریشو
"	"	یار کرکے	یاد کرکے
٨٩	٧	گونہ (دو جگہ)	گُنا (دو جگہ)
مضمون کے سلسلہ میں بعد صفحہ (٨٩)		٧٠	٥٠
٩١	٢	گررنے	گزرنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۵	لہ	کہ
〃	۹	کمیتہ	کمینہ
۹۵	۱۱	لھر	گھر
۹۸	۷	چانک	چاتک
۱۰۱	۲	نیو دہ	نیو ڈیہ
〃	〃	دلش دلو	دائشدیو
۱۰۳	۲	آخرس	آفریں
۱۰۴	۷	کوزنین	کیزنین
۱۰۵	۶	شئے سہے	شئے نہیں ہے
۱۰۶	۱۰	ہمیشہ فکر	ہمیشہ اس فکر
۱۰۸	۷	تیس کروڑ	بتیس کروڑ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٩	١٠	برہما	برتہما
″	١١	تن کے	تنکے
″	″	ہی	بہی
١١٢	١٠	سمادہی سمادہی	سمادہی
١١٣	١	اُس	اُسی
١١٥	١١	بگتنے	بُہگتینے
١٢٢	٨	نہیں	انہیں
١٣١	٨	گروردہن	گودردہن
١٣٤	٤	شکر	سکہر
″	٧	سبتی	جتی
″	٩	بگرچہ	اگرچہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۸	۸	جو لوگوں	جو لوگوں
〃	۹	رنجید نہ کرنا	رنجیدہ نہ کرنا
۱۴۳	۷	کھی	لکھی
۱۴۵	۳	اصاح	اصلاح
		فرہنگ	
۴	۶	۱۳	۳
〃	۹	پڑتا	پڑھتا
〃	۱۶	۱۶	۶
۶	۳	تھتی	نہتی
۷	۳	زندکی	زندگی
〃	۴	چانک	چانک
۱۰	۹	سمجھہ	سمجھیئے
۱۱	۴	۱۳	۱۵
〃	۷	۱۳	۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۳	۱۳	۳
۱۴	۵	مردے	مُردے
۱۵	۴	مکدھ	مگدھ
۱۷	۷	وستنو	وشنو
۱۹	۳	لُوک	لوک
″	۵	سورک	سورگ
۲۴	۱۱	برہما	برہّما
۲۵	۲	″	″
″	۳	۰	۱ خانہ نمبر قول میں
۲۶	۲	۲	۱
″	۷	بند	بید
″	۸	-	۷/۹ خانہ باب میں) اور ۴۷/۲۳ (خانہ نمبر قول میں)
″	۱۱	جکہ	جگہ
۲۷	۹	دھارتا	دھارنا